حاجی کے

شب و روز

تالیف

ابو عبداللہ خالد بن عبداللہ الناصر

ترجمہ، تحقیق وحواشی

حافظ زبیر علی زئی

حاجی کے
شب و روز
ابو عبداللہ طارق بن عبداللہ الناصر
حافظ زبیر علی زئی
مکتبہ اسلامیہ

کتاب .... حاجی کے شب و روز

تالیف .... ابو عبداللہ خالد بن عبداللہ الناصر

ترجمہ و تحقیق .... حافظ زبیر علی زئی

ناشر .... محمد سرور عاصم

اشاعت سوم .... اکتوبر 2007ء

قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

اٹک مکتبۃ الحدیث حضرو فون: 057-2310571

فہرست عناوین

حرفِ اول

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ ، اَمَّا بَعْدُ:

کسی بھی عمل کی ادائیگی اس وقت تک درست اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہو سکتی جب تک دو اہم اور بنیادی باتیں ملحوظ نہ رکھی جائیں یعنی عمل خالص اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو اور وہ عمل عین طریقۂ نبوی کے مطابق ہو۔ اگر ریا کاری، دِکھاوا، لوگوں کی داد وصول کرنے یا دیگر لوگوں پر دنیاوی لحاظ سے برتری مقصود ہو تو ایسے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں ذرہ بھر حیثیت نہیں رکھتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ)) اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں اور شکل و صورت کو نہیں دیکھتا وہ تو دلوں کی کیفیت کو دیکھتا (جانچتا) ہے۔ [صحیح مسلم: ۲۵۶۴/۳۳]

یہی صورت حال ان اعمال کی ہے جن پر عمل اگرچہ اذیتوں و صعوبتوں کو جھیل کر اور آلام و مصائب کو برداشت کر کے کیا گیا ہو لیکن وہ اعمال شریعت اسلامیہ میں ناپید ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴾ اور مارے مشقتوں کے تھک کر چُور رہو رہے ہوں گے اور دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے [الغاشیہ: ۳، ۴]

نیز نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔ [صحیح مسلم: ۴۴۹۳]

حج بھی ایک عظیم عمل و سعادت ہے لیکن عوام کی اکثریت نے اسے غیر شرعی امور اور رسم و رواج کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ انہی چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے الشیخ خالد بن عبداللہ الناصر حفظہ اللہ کی کتاب "المنهاج في يوميات الحاج" کا انتخاب کر کے نہ صرف اس کا ترجمہ کیا بلکہ ترمیم و اضافہ اور بہترین تحقیق سے مذکورہ کتاب کی جامعیت و افادیت کو "حاجی کے شب و روز" کی صورت میں مزید نکھار دیا ہے۔

اے رب کریم! ہمارے استاذ محترم کے علم، عمل اور صحت میں اضافہ فرما انھیں ہر آفت و پریشانی سے محفوظ رکھ اور ان کو مزید زورِ قلم عطا فرما تاکہ اسی طرح تادیر علمی پیاس بجھتی رہے۔

(آمین) حافظ ندیم ظہیر (۲۰۰۵/۶/۱۵ء)

تقریظ

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک رکن ہے اور اسے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے یعنی جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت وطاقت رکھتا ہے، اس پر حج فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ان لوگوں پر جو بیت اللہ پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جو کفر کرے پس اللہ تعالیٰ جہان والوں سے بے پرواہ ہے۔ [آل عمران: ۹۷] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا حج ہر سال فرض ہے؟ تو آپ خاموش رہے، اس نے یہی بات تین مرتبہ دہرائی تو آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور پھر تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تک میں تم کو حکم نہ دوں تو تم بلاوجہ مجھ سے نہ پوچھا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال کرنے اور پھر ان کی نافرمانی کرنے ہی سے ہلاک ہوئے تھے۔ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جتنی تم کو طاقت ہو اس کی تعمیل کرو اور جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اس سے باز آ جایا کرو۔ [مسلم: ۴۱۲/۱۳۳۷، مشکوۃ المصابیح: ۲۵۰۵]

اس حدیث سے واضح ہوا کہ ہر مسلمان پر پوری زندگی میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے اور حج کرنے سے پہلے حج کے طریقہ کار سے مکمل آگاہی ضروری ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے الشیخ خالد بن عبداللہ الناصر کو کہ انھوں نے حج کے مسائل کو انتہائی آسان بنانے کے لئے حج کے طریقہ کار کو سلسلہ وار انداز میں ترتیب دے کر اس کتاب کا نام ''المنهاج في يوميات الحاج'' رکھا ہے اور پھر فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اس کتاب کو ''حاجی کے شب و روز'' کے نام سے اردو کے بہترین قالب میں ڈھال دیا ہے اور اس پر سہاگہ یہ کہ انھوں نے بعض انتہائی اہم اور ضروری مسائل کا بھی اس کتاب میں اضافہ کر دیا ہے جس سے کتاب کی قدر و قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اہلِ اسلام کے لئے راہنما بنائے اور اس کتاب کے مرتبین کو اس کا بہترین اجر و ثواب عنایت فرمائے۔ آمین

کتبہ ابو جابر عبداللہ دامانوی (۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ: حاجی کے شب و روز

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ . [رواه مسلم فی موضعین: ۸۶۸، ۸۶۷]

وَقَالَ سَيِّدُنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا :

" كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنًا "

ہر بدعت گمراہی ہے اگر چہ لوگ اسے اچھا (بدعتِ حسنہ/اچھی بدعت) ہی سمجھتے ہوں۔ [رواہ الامام محمد بن نصر المروزی فی کتاب السنۃ: ۸۲ وسندہ صحیح]

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مُکلّف، عاقل، بالغ اور صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک دفعہ حج فرض کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

جو لوگ بیت اللہ کی طرف جانے کی استطاعت رکھتے ہیں، ان پر اللہ نے حج فرض کیا ہے۔ [آل عمران: ۹۷]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّهَا النَّاسُ ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا))

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، پس حج کرو۔ [صحیح مسلم: ۴۱۲/ ۱۳۳۷ ودار السلام: ۳۲۵۷]

ایک حدیث میں آیا ہے:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ ، شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے، لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔[صحیح البخاری:۸ وصحیح مسلم:۱۶]

اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ زندگی میں ایک ہی دفعہ حج فرض ہے۔[الاجماع لابن المنذر:۱۳۶]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج مبرور (جس حج میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو) کا بدلہ صرف جنت ہی ہے۔[صحیح البخاری:۱۷۷۳ وصحیح مسلم:۱۳۴۹]

آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو حکم دیا:

((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ)) لوگو! مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو۔

[صحیح مسلم:۱۲۹۷ ودارالسلام:۳۱۳۷]

آپ کے ارشاد کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے حج کے طریقے سیکھے اور مسائل یاد رکھے، ان سے تابعین نے یہ علم حاصل کر کے تبع تابعین تک پہنچا دیا۔ تبع تابعین اور بعد کے سنہری دور میں محدثین کرام نے حج کے مسائل اور روایات جمع کر کے مفید کتابیں لکھیں مثلاً امام مالک رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہم۔

بعد کے ادوار میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ عصرِ حاضر میں محدثِ کبیر شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب "حجة النبي صلى الله عليه وسلم" وكتاب "مناسک الحج والعمرة في الكتاب والسنة و آثار السلف ..." اور الشیخ الکبیر عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ وغیرہ کی کتابیں بہت زیادہ مفید ہیں، جزاهم الله خيراً

راقم الحروف نے بھی کتاب اللہ، سنت صحیحہ، اجماع ثابت اور آثار سلف صالحین کی روشنی میں لکھی گئی کتاب "المنهاج في يوميات الحاج" کا سلیس اردو ترجمہ کر کے اس میں بہت سے فوائد اور معلومات کا اضافہ کر دیا ہے۔ اور آخر میں جامع فہرست بھی دے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور قبول فرمائے، اے اللہ! مجھے دنیا اور آخرت میں رسوا نہ کرنا، اے اللہ مجھے قبر اور جہنم کے عذاب اور آخرت کی سختیوں سے بچانا، آمین، والله غفور رحيم

حافظ زبیر علی زئی (۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفر کی دعا

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ o وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی ، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ ...))

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ اکبر، اللہ اکبر﴿ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر (تابع) کیا اور ہم اسے تابع وفرمان بردار بنانے والے نہیں ہیں اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں ﴾ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ مانگتے ہیں اور ایسے اعمال کرنے کی دعا مانگتے ہیں جن پر تو راضی ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری (لمبی مسافت) کو لپیٹ (کر کم کر) دے۔

اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی اور (ہمارے) اہل (وعیال) کا خلیفہ (نگہبان) ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مصیبتوں اور (اپنے) مال واہل (گھر والوں) میں تکلیف دہ مناظر اور بُری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

جب آپ (ﷺ) سفر سے واپس آتے تو یہی کلمات پڑھتے اور مزید یہ فرماتے :

((آئِبُوْنَ ، تَائِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ))

واپس لوٹ رہے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد (تعریف) کرنے والے ہیں۔ [صحیح مسلم: ۱۳۴۲/۴۲۴ و ترقیم دارالسلام: ۳۲۷۵]

❁❁❁

[چند اہم کتابیں اور کیسٹیں]

اے میرے حاجی (حج کرنے والے) بھائی!

یہ (درج ذیل) بعض مفید اور اہم کتابیں اور کیسٹیں ہیں۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر پوری کوشش کریں کہ یہ آپ کے پاس ہوں تاکہ حج وعمرہ کی ادائیگی میں آپ ان سے فائدہ اٹھاسکیں۔

○ قرآن مجید اور اس کی آسان میسر تفسیر کے بعد (اہم) کتابیں:

☆ علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز (رحمہ اللہ) کی کتاب "التحقيق والإيضاح"

☆ محدث شیخ ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) کی کتاب "حجة النبي صلى الله عليه وسلم"

☆ شیخ سعید القحطانی کی کتاب "العمرة والحج والزيارة"
اس میں قیمتی بحثیں (تحقیقات) ہیں۔

☆ شیخ صالح الفوزان کی کتاب "الإرشاد إلى صحيح الإعتقاد"

☆ محمد المسند کی جمع وترتیب والی کتاب "فتاوى الحج والعمرة والزيارة"

☆ شیخ صالح الحسن کی کتاب "السنن في المناسك"

☆ شیخ سعید القحطانی کی کتاب "شروط الدعاء ومواضع الإجابة"

☆ اور آخر میں شیخ د۔عبداللہ خاطر رحمہ اللہ کی کتاب "مداخل الشيطان على الصالحين"

اور کیسٹوں میں سے (اہم ترین درج ذیل ہیں:)

☆ شیخ ابراہیم عبداللہ الغیث کی (کیسٹ) "مناسك الحج والعمرة والزيارة"

☆ شیخ د۔عبداللہ خیاط رحمہ اللہ کی تلاوت "سورة الحج"

☆ شیخ محمد مختار الشنقیطی کی "دمعة الحج"

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی مَنْ بِسُنَّتِہٖ اھْتَدٰی ، أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کے کلام:

﴿وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا﴾

اور جو لوگ بیت اللہ کی طرف (آنے کی) استطاعت رکھتے ہیں اُن پر اللہ کے لئے (زندگی میں ایک دفعہ) حج کرنا فرض ہے۔ [آل عمران:۹۷]

اور نبی ﷺ کی حدیث: ((خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ))

مجھ سے حج کے طریقے لے لو [صحیح مسلم: ۱۲۹۷ انحوالمعنیٰ]

اور حدیث: ((مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ))

جس نے حج کیا، پس (اس حج میں) رفث (جماع اور فحش کلام و کام) نہ کیا اور نہ فسق (گناہ) کیا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح (پاک وصاف) لوٹا گویا کہ اسے اس کی ماں نے (تازہ تازہ) جنا ہے [صحیح البخاری: ۱۵۲۱، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰ و صحیح مسلم: ۱۳۵۰ انحوالمعنیٰ] سے استدلال کرتے ہوئے، علم کی نشر و اشاعت کی حرص اور حصول ثواب کو مطمح نظر بناتے ہوئے اے پیارے حاجی بھائی! یہ چند خوشبو دار کلمات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ میری یہ عاجزانہ کوشش اللہ کا انعام ہے۔ اللہ ہی کے لئے اسلامی بھائی چارے کا حق ادا کرتے ہوئے میں نے (ہر) حج کرنے والے کے لئے ایام حج کے مناسک (طریقے) بیان کر دیئے ہیں جو ان کے لئے مشروع (اور ثابت) ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے کلام، اپنے نبی ﷺ کے چراغ کی روشنی: احادیث اور بڑے (جید) علمائے کرام کے اقوال (کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُن) سے استدلال کیا ہے۔

یہ (بات بہت سے لوگوں کو) معلوم ہے کہ اس قلم کی سیاہی سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس سے پہلے ایک تہ درتہ کاغذ پر ۱۴۱۰ھ میں چھپ چکا ہے۔ جس میں ۸ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک حج کے طریقے (اور مسائل) بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ تہ درتہ مطبوعہ کاغذ (جناب) فضیلۃ الشیخ عبداللہ الجار اللہ رحمہ اللہ کے ہاتھ لگا۔ انھوں نے کوشش کر کے اسے کتابی شکل میں چھاپنے کا حکم دیا اور اس کا نام "المنهاج في يوميات الحاج" رکھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس عمل کو اُن کی نیکیوں میں شمار کرے۔

میں نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ سے اختصار کے ساتھ صرف وہی احادیث پیش کی جائیں جو کہ صحیح و ثابت ہیں۔

اس عجلت (جلدی) میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین اور فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن ناصر العُبیکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تصحیح فرمائی اور انتہائی مناسب مشورے دیئے۔

اسی طرح میں اپنے دینی بھائی سامی بن عبداللہ الخلف اور ہر اس شخص کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ انھیں بہترین اجر عطا فرمائے۔ اسی طرح میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ (میرے) اس عمل کو خالص اپنی رضامندی کے لئے بنائے (اور منظور فرمائے) جن لوگوں نے اسے لکھا، پڑھا، سنا، مراجعت کی، نشر واشاعت میں حصہ لیا یا اس پر معاونت فرمائی، اللہ انھیں (دنیا و آخرت میں) اس کا (بہترین) نفع عطا فرمائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ ،

آپ کا بھائی

ابوعبداللہ (خالد بن عبداللہ الناصر)

ص۔ب ۶۵۱۵۲، الریاض ۱۱۵۵۶

[مترجم: حافظ زبیر علی زئی مکۃ المکرمۃ سعودی عرب] (۱۴۲۵ھ)

ابتدائیہ

میرے مسلمان بھائی! جان لیں کہ (اللہ کے ہاں) عمل صرف دو شرطوں کے ساتھ ہی مقبول ہوتا ہے:

① اللہ کے لئے اخلاص (خلوص نیت)

② اللہ کے رسول (محمد) ﷺ کی پیروی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾

پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اچھا عمل (اختیار) کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

[الکہف:۱۱۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى))

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔

[صحیح بخاری:۱ وصحیح مسلم :۱۹۰۷]

ہمارے (پیارے) رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم (اور طرز عمل) نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔

[صحیح مسلم:۱۷۱۸]

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ أَبَدًا:

کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّتِيْ))

میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے: (اور وہ) اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

[مستدرک الحاکم (۱/۹۳) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۰/۱۱۴) وھو حدیث حسن]

اس کے ــــــ بعد میرے حاجی بھائی! اللہ کی حمد وثنا بیان کریں جس نے اپنی مدد سے آپ کو (حج کی) توفیق بخشی اور (مکہ مکرمہ کے) مقدس مقامات تک پہنچنے والے راستے آپ کے لئے آسان کر دیے۔

اللہ کے ہاں مکہ مکرمہ سب سے بہترین مقام ہے (اپنے دل و دماغ میں) اس کا پورا شعور پیدا کریں۔

حج مبرور

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))

اور حج مبرور (وہ حج جس میں کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ [متفق علیہ/صحیح بخاری:۱۷۷۳ وصحیح مسلم:۱۳۴۹]

اے میرے حاجی بھائی!

اللہ آپ کو ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا آپ اپنے حج کو حج مبرور بنانا چاہتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر ان دو سوالوں کا عملی جواب دیں:

① آپ کا حج نبی ﷺ کی سنت کے مطابق کس طرح ہوگا؟

② آپ کس طرح اس کا خیال رکھیں گے کہ (آپ کا) حج مقبول ہو جائے اور ضائع نہ ہو؟ ہو سکتا ہے کہ آپ میری ان باتوں سے حیران ہوں!

عرض ہے کہ ہم نے بہت سے ایسے حاجیوں کو دیکھا ہے، وہ احرام باندھ لینے کے باوجود اس کا خیال نہیں رکھتے کہ وہ ایسی عبادت سرانجام دے رہے ہیں جس میں اللہ نے ان پر (تمام) حرام کاموں سے اجتناب فرض کر رکھا ہے۔

یہ لوگ صحیح و ثابت دلائل کے ساتھ نبی ﷺ کی سنت معلوم کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ''اپنے حج سے پہلے والے غلط طرز عمل سے ذرہ برابر نہیں ہٹے۔ یہ اس کی عملی دلیل ہے کہ ان کا حج اگر (عنداللہ) مقبول نہیں ہے تو پورا بھی نہیں ہوا [ناقص رہا۔]'' ❶ والعیاذ باللہ

---

❶ یہ کلام محدث البانی رحمہ اللہ کی کتاب ''حجۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم'' (ص ۵) سے ماخوذ ہے۔

چند اہم باتیں

اس لئے بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا علم اوران پر عمل آپ (اور ہم سب) کے لئے لازمی ہے۔

اول: توحید

((لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ)) اے اللہ! حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں۔
اے میرے حاجی بھائی!

آپ توحید والی لبیک کہتے ہوئے آئے ہیں، اس لئے آپ جان لیں کہ اس لبیک کا مفہوم آپ کے اقوال وافعال میں واضح ہونا چاہیے۔ ان امور کا تعلق دل سے ہو یا جسم سے اللہ آپ کو (اور ہمیں) اس کی توفیق بخشے۔

آپ پر یہ لازم ہے کہ اپنے خالق کی پوری اور لائق شان تعظیم کریں اور اس تصور کو دل میں (اچھی طرح) جاگزیں کرلیں۔ تمام عبادات خالص اللہ ہی کے لئے سرانجام دیں۔

دل والی عبادات: جیسے محبت، خوف، امید، توکل اور رجوع وغیرہ

قولی عبادات: جیسے ذکر، دعا، استعانت (مدد مانگنا) اور استغاثہ (مشکل کشائی کروانا)

بدنی عبادات: جیسے رکوع، سجدہ اور طواف وغیرہ

مالی عبادات: جیسے ذبح، نذر اور صدقات وغیرہ

☆ توحید کی اہمیت کے پیش نظر شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی کتاب "العقيدة الصحيحة وما يضادها" [1]

اور شیخ صالح بن فوزان الفوزان کی کتاب "التوحید" پڑھیں۔

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں:

"جس شخص نے اللہ کی عبادت سے انکار کیا وہ متکبر (اور کافر) ہے۔ جس نے اللہ کے

---

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ "جالیات / الریاض" سے چھپ چکا ہے والحمدللہ / مترجم

ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کی وہ مشرک ہے۔ جس نے کتاب وسنت سے ہٹ کر اللہ کی عبادت کی وہ بدعتی ہے اور جس نے اکیلے اللہ کی عبادت کتاب وسنت کے دلائل کے مطابق کی وہ مؤمن (و) موحد ہے"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

کہہ دو بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت صرف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ کا فرماں بردار ہوں۔ [الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳]

پس جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں اپنے بارے میں عاجزی، انکساری اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(حافظ) ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تک پہنچنے کا قریب ترین دروازہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو مفلس (اور انتہائی کمزور) سمجھے۔ وہ اپنے لئے کسی حال، مقام، سبب یا وسیلے کا خیال نہ رکھے۔ وہ صرف فقر والے دروازے سے ہی اللہ کا تقرب حاصل کرے۔ افلاس محض کا مطلب یہ ہے کہ فقر و مسکنت نے اس کے دل کو ریزہ ریزہ کر رکھا ہے" [صحیح: الکلم الطیب لابن القیم رحمہ اللہ ص ۱۷]

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس کے اوامر (احکامات) اور نواہی (محرمات) کی تعظیم کرے (جذبۂ ایمانی کے ساتھ ہر حکم پر عمل کرے اور ہر منع کردہ چیز سے رک جائے)

حج کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ

خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴾

حج کے مہینے (لوگوں کو) معلوم ہیں (شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ) پس جس نے ان میں حج (کو اپنے اوپر) لازم کر لیا تو نہ رَفَث (فحش کلام) کرے اور نہ فسوق (گناہ) اور نہ جھگڑا کرے۔ اور تم جو کرتے ہو اسے اللہ جانتا ہے اور زادِ راہ لے لو، بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرو۔ [سورۃ البقرۃ:۱۹۷]

اللہ نے آپ کو (اور ہمیں حج میں) تین چیزوں سے منع کیا ہے:

① الرفث (رفث جماع کو بھی کہتے ہیں اور بے حیائی والے فحش اقوال وافعال کو بھی)

② الفسوق (ہر قسم کا گناہ اور نافرمانی)

③ جھگڑا

پھر اس نے آپ کو تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ جس کام سے اللہ نے منع کیا ہے خوب کوشش کر کے اس سے بچتے رہیں اور جس کے کرنے کا حکم دیا ہے اسے (اچھی طرح) کریں۔ اگر آپ نے یہ کر لیا تو آپ خوش قسمت انسان ہیں۔

جان لیں! کہ آپ پر یہ لازم ہے کہ تمام اعمالِ حج صرف اللہ رب العالمین کی تعظیم، بزرگی، محبت، خضوع (وخشوع) اور اپنے آپ کو محتاج سمجھتے ہوئے ادا کریں۔

دوم: نماز کا قیام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۥ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ﴾

اور انھیں یہی حکم دیا گیا کہ یک سُو (موحد) ہو کر صرف ایک اللہ ہی کی عبادت خلوص کے ساتھ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی دین قیم ہے۔ [البینۃ :۵]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾

میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں کہہ دو کہ نماز قائم کریں۔ [ابراہیم :۳۱]

لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کی گواہی (کلمۂ شہادت) کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ یہ توحید کا مشہور نشان، اسلام اور کفر کے درمیان فرق اور دین کا ستون ہے۔ قیامت کے دن لوگوں سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ کسی انسان کی زکوٰۃ، روزہ، حج، نیکی اور صدقہ اس وقت تک قبول نہیں ہوگا جب تک اس نے پانچ نمازوں کی شروط، ارکان اور واجبات (وسنن) کے ساتھ پوری حفاظت کا خیال نہیں رکھا ہوگا اور انھیں صحیح اوقات پر ادا کیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴾

اور ان لوگوں کے صدقات اس لئے قبول نہیں کئے جاتے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار (کفر) کیا ہے۔ یہ لوگ نماز کے لئے سستی کے ساتھ ہی آتے ہیں اور (اللہ کے راستے میں) مکروہ سمجھتے ہوئے (نفرت اور ناپسندیدگی کے ساتھ) مال خرچ کرتے ہیں۔ [التوبۃ:۵۴]

نبی ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ))

آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق، نماز کا ترک کر دینا ہے۔ [صحیح مسلم: ۸۲ نحو المعنٰی]

ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب (فرض) ہے کہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرے اور نبی ﷺ کی نماز سیکھے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے اس کا حکم دیا ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ [1] [صحیح بخاری: ۶۳۱]

نماز میں حضور قلب (دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف حاضر کرنا) اور مکمل خشوع طاری کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴾

مؤمنین یقیناً کامیاب ہوگئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ [المؤمنون: ۱، ۲]

نبی ﷺ کے اس ارشاد مبارک پر غور کریں۔

((يَا بِلَالُ! اَرِحْنَا بِالصَّلٰوةِ))

اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت (وآرام) پہنچاؤ۔

[ابوداؤد: ۴۹۸۵ واحمد ۵/ ۳۶۴ وھو حدیث صحیح]

آپ ﷺ نے فرمایا:

((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ))

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

[النسائی ۷/ ۶۱، ۶۲ ح ۳۳۹۲ و اسنادہ حسن واحمد ۳/ ۲۸۵]

---

[1] نماز کی کیفیت دیکھنے کے لئے شیخ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب " صفة صلوٰة النبي صلى الله عليه وسلم من التكبير إلى التسليم كأنك تراها" کا مطالعہ کریں/ خالد بن عبداللہ الناصر

[شیخ البانی رحمہ اللہ کی اس کتاب پر کچھ ملاحظات بھی ہیں]

[طریقۂ نماز اور مدلل تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "صحیح نماز نبوی" والحمد للہ/ زبیر علی زئی]

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّى الصَّلٰوةَ وَمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْهَا إِلَّا عُشْرُهَا ، تُسْعُهَا ، ثُمْنُهَا ، سُبْعُهَا ، سُدْسُهَا ، خُمْسُهَا ، رُبْعُهَا ، ثُلُثُهَا ، نِصْفُهَا))

بے شک بندہ نماز پڑھتا ہے مگر اسے نماز کا دسواں ، نواں ، آٹھواں ، ساتواں ، چھٹا ، پانچواں ، چوتھا ، تیسرا (اور) آدھا حصہ ملتا ہے۔ [1]

سلف صالحین کے سابق علماء علم حاصل کرنے (استاد بنانے) کے لئے سنت سے تمسک اور خاص کر نماز کو معیار بناتے تھے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (تابعی صغیر) نے فرمایا:

"اگلے لوگ جب کسی آدمی کے پاس علم سیکھنے کے لئے آتے تو اس کی نماز اور سنت (پر عمل) دیکھتے۔ وہ اس کی حالت بھی دیکھتے پھر اس کے بعد (اطمینان کی صورت میں) علم حاصل کرتے" [2]

ابوالعالیہ (تابعی رحمہ اللہ) نے فرمایا:

"جب ہم کسی آدمی کے پاس علم سیکھنے کے لئے آتے تو اس کی نماز دیکھتے۔ اگر وہ نماز اچھے طریقے سے پڑھتا تو ہم اس کے پاس (علم سیکھنے کے لئے) بیٹھ جاتے اور (آپس میں) کہتے: یہ آدمی (نماز کی طرح) دوسری چیزوں میں بھی اچھا ہوگا۔ اور اگر وہ نماز غلط پڑھتا تو ہم چلے جاتے اور کہتے: یہ شخص دوسری چیزوں میں اور زیادہ برا ہوگا" [3]

---

[1] ابوداود (۷۹۶) واحمد (۳۲۱/۴) واللفظ لہ وھو حدیث حسن

[2] الدارمی (۱۱۲/۱، ۱۱۳ ح ۴۲۶، ۴۲۷) وسندہ ضعیف، مغیرہ بن مقسم مدلس راوی ہے۔

[3] الدارمی (۱۱۳/۱ ح ۴۲۹) وسندہ ضعیف، ابوجعفر الرازی کی ربیع بن انس سے روایت مضطرب (ضعیف) ہوتی ہے۔ دیکھئے الثقات لابن حبان (۲۲۸/۴)

سوم: پاک (اور حلال) رزق

جن چیزوں میں اموال خرچ کئے جاتے ہیں ان میں سب سے بہتر یہ ہے کہ محبوب (اللہ) تک پہنچنے کے لئے اور محبوب (پیارے اللہ) کی پسندیدہ چیزوں میں مال خرچ کیا جائے۔ کیوں نہ ہو، پاک غنی حمید (بے نیاز اور تعریفوں والے) اللہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم اس کے لئے مال خرچ کریں گے تو وہ ہمارے رزق میں برکت دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ﴾
اور تم نے (اللہ کے راستے میں) جو چیز خرچ کی اللہ اس کا بعد میں اجر دے گا اور وہ بہتر رزق دینے والوں میں سے ہے۔ [سبا:۳۹]

مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی زیارت میں اموال خرچ کرنا اور اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکالنا انتہائی بہترین کام ہے، مسجد حرام وہ پہلا (عبادت کا) گھر ہے جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ دوسری مسجدوں کے مقابلے میں مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ [1] طواف کی سعادت حاصل کرنا اللہ کے اس فرمان پر عمل ہے:

﴿وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ﴾
اور بیت عتیق (پرانے گھر رخانہ کعبہ) کا طواف کریں۔ [الحج:۲۹]

لیکن یاد رہے کہ یہ مال خرچ کرنا کسبِ حلال کے ساتھ مشروط ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً))
اللہ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔ [مسلم:۱۰۱۵/۶۵]

اللہ نے مؤمنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾

---

[1] ابن ماجہ:۱۴۰۶ وسندہ صحیح، احمد ۳/۳۴۳، ۳۹۷ وسندہ صحیح

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو، بے شک تم جو کام کرتے ہو میں انھیں خوب جانتا ہوں۔ [المؤمنون:۵۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾

اے ایمان والو! میں نے تمھیں جو پاک رزق دیا ہے، اس میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم (حقیقت میں) صرف اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔ [البقرۃ:۱۷۲]

پھر (نبی ﷺ نے) ایک آدمی کا ذکر کیا جو گرد آلود بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ لمبے سفر پر ہے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یا رب، یا رب (اے میرے رب، اے میرے رب) کہہ رہا ہے مگر اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام ہے اور وہ حرام غذا پر پلا ہوا ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے، حدیث:۱۰۱۵]

حدیث: ((اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ ... الخ)) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نقائص و عیوب سے پاک ہے وہ اعمال میں سے صرف وہی اعمال قبول کرتا ہے جو پاک ہوں، فاسد کرنے والی چیزوں مثلاً: ریا، دکھاوا، تکبر اور ہر قسم کے شرک سے خالی ہوں۔

وہ صدقات میں سے صرف وہی قبول کرتا ہے جو حلال و پاک مال میں سے ہوں۔ وہ اقوال میں سے بھی صرف پاک اقوال ہی قبول کرتا ہے۔ تشہد والی حدیث میں آیا ہے: ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ... الخ)) سب تحفے، نمازیں اور پاک چیزیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

طیبات کا معنی (ومفہوم) یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال و اقوال میں پاک ہے۔ اس کے دربار میں مقبولیت کے لائق، مخلوق کے صرف پاک اقوال و افعال ہی ہیں۔ (خبیث باتوں اور کاموں سے اجتناب کر کے صرف پاک وصاف باتیں اور کام ہی کرنے چاہئیں)

چہارم: حسنِ اخلاق

میرے مسلمان بھائی! جان لیں کہ حاجیوں (اور تمام لوگوں) کے ساتھ نیکی اور اچھے اخلاق سے پیش آنے، انھیں پانی پلانے، تواضع اور تنگ نہ کرنے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس آپ کے لئے اجرِ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

اور مومنوں کے ساتھ عاجزی اختیار کرو۔ [الحجر:۸۸]

متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:)

((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا))

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ [البخاری:۳۵۵۹ ومسلم:۲۳۲۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ تَعَالٰى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً ، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْناً ، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعاً ، وَلِأَنْ أَمْشِي مَعَ أَخِي الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنِ اعْتَكِفَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ – مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ – شَهْراً ، وَ مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللهُ قَلْبَهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظاً وَلَوْ شَآءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَاءَ اللهُ قَلْبَهُ رِضىً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَتِهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ أَثْبَتَ اللهُ تَعَالٰى قَدَمَهُ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ))

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ اعمال یہ ہیں کہ تو اپنے بھائی کو خوش کردے یا اس کی مصیبت دور کردے یا اس کا قرض ادا کردے یا اس کی بھوک مٹا دے۔ مجھے اپنے

مسلمان بھائی کی ضرورت میں چلنا اس مسجد، مسجد نبوی میں ایک مہینہ اعتکاف سے زیادہ محبوب ہے۔ جس نے اپنا غضب وغصہ روک لیا تو اللہ اس کا شرم پردہ رکھے گا۔ جس نے طاقت رکھنے کے باوجود اپنے غصے کو روکا تو اللہ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا مندی سے بھر دے گا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم پھسل جائیں گے (قیامت کے دن وہ ثابت قدم رہے گا) بے شک بداخلاقی اعمال کو اس طرح فاسد (خراب) کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ [1]

---

[1] قضاء الحوائج لابن ابی الدنیا: ۳۶، وقال الألباني: ''هذا الإسناد حسن'' الصحيحة (۹۰٦)!
[یہ سند ضعیف ہے اس کا راوی بکر بن خنیس جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے / مترجم]

پنجم: صبر اور احتساب [1]

میرے حاجی بھائی صاحب! آپ حج اور عمرہ کے بارے میں نبی ﷺ کی وہ حدیث یاد کریں جس میں آیا ہے کہ: ((جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ)) یعنی حج ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے۔ [ابن ماجہ ۲۹۰۱، واحمد ۱۶۵/۶، وھو حدیث صحیح]

بے شک حج اخلاق (سکھانے) کا مدرسہ اور دلوں کا تزکیہ ہے، اعلیٰ مقامات تک لے جانے والا ہے۔ یہ صبر و اخلاق کا عملی امتحان ہے۔

آپ اگر امورِ حج ادا کرتے ہوئے بیمار ہو جائیں یا تھک جائیں یا اپنی کوئی پیاری چیز کھو بیٹھیں، یا کوئی تکلیف دہ خبر سن لیں، آپ بعض اوقات نیکی کریں مگر آپ سے برا سلوک کیا جائے، یا مصیبت و پریشانی آپ کو لاحق ہو، یا آپ کا مال آپ کی غفلت یا عدمِ غفلت کی وجہ سے چوری یا گم ہو جائے۔ تو جان لیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے۔

اللہ آپ کا صبر، ثابت قدمی، سچائی یا جو حکمت وہ مناسب سمجھتا ہے آزمانا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ یہ نصیحتیں سن لیں:

اول: صبر کریں، صبر صبر! اور یہ بات کثرت سے کہیں کہ ''جو ہوا ہے وہ اللہ کی تقدیر اور مشیت کے مطابق ہوا ہے'' یاد رکھیں کہ ایسا کبھی نہ کہیں کہ ''اگر میں یہ کرتا تو اس طرح ہو جاتا'' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کثرت سے پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ کا قول یاد رکھیں: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ ۗ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾

---

[1] حج کے دوران میں مکمل صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ بعض لوگ نماز پڑھنے کی جگہ اور حمامات پر جھگڑتے رہتے ہیں، یہ غلط حرکت ہے۔ اسی طرح حمامات کے دروازے کھٹکھٹانا اور حمام استعمال کرنے یا راستہ حاصل کرنے کے لئے تالیاں بجانا شدید بے صبری ہے لہٰذا اس سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔

اور ہم تمھیں خوف، بھوک، اموال، جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ وہ لوگ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ ان (صبر کرنے والوں) پر ان کے رب کی رحمت اور فضل وکرم ہوگا اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ [سورۃ البقرۃ: ۱۵۵، ۱۵۶]

دوم: جان لیں کہ ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ))

بے شک ہر چیز کی حقیقت ہے، بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ یہ یقین نہ کرلے کہ اسے جو مصیبت پہنچی ہے اس سے کوئی چھٹکارا نہیں تھا اور جو (رزق) اسے مل نہیں سکا وہ اس کی قسمت میں لکھا ہوا ہی نہیں تھا۔

[احمد ۶/۴۴۱، ۴۴۲ ح ۲۸۰۳۸ وسندہ حسن]

سوم: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھیں۔ وہ اس کا آپ کو بہت بہترین معاوضہ دے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہوئی حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي فَلْيَظُنَّ مَا شَاءَ)) میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق (اُس سے) پیش آتا ہوں پس وہ جو چاہے گمان کرے۔

[البخاری: ۷۴۰۵ ومسلم: ۲۶۷۵ نحو المعنی وصحیح ابن حبان، الموارد: ۲۴۶۸ واللفظ لہ]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((عَجَباً لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ.))

مومن پر تعجب ہے اس کا ہر معاملہ بہتر ہوتا ہے اگر اسے خوشی پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے، یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف ومصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، پس یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ (خوبی) صرف مومن کو ہی حاصل ہے (کہ اس کا ہر معاملہ بہتر ہوتا ہے) [مسلم: ۲۹۹۹]

اب درجہ بہ درجہ، حج کے طریقے کا بیان پڑھ لیں۔

مواقیتِ حج وعمرہ

مواقیت: میقات کی جمع ہے۔عبادت کے لئے زمانی ومکانی حداور وقت کو میقات کہتے ہیں۔

حج کی میقاتِ زمانی تین مہینے ہیں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

عمرہ کے لئے میقاتِ زمانی سارا سال ہے، جس وقت چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں۔

(میقاتِ زمانی: عبادت ادا کرنے کا شرعی مقرر شدہ زمانہ اور وقت)

(میقاتِ مکانی: عبادت ادا کرنے کا شرعی مقرر شدہ مقام)

مواقیتِ مکانیہ ان مقامات کو کہتے ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے تاکہ حج اور عمرہ ادا کرنے والا یہاں سے احرام باندھے (اور حج یا عمرے کی نیت کرے)

حج یا عمرہ کی نیت کرنے والے کے لئے ان مقامات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں ہے۔جو شخص (حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ) یہاں سے بغیر احرام کے گزر جائے تو اس پر یہ واجب (فرض) ہے کہ وہ یہاں واپس آ کر احرام باندھے، ورنہ اس پر دَم (ایک بکری) لازم ہے جسے وہ ذبح کر کے (یا ذبح کروا کر) حرمِ مکہ کے فقیروں (اور مسکینوں) میں تقسیم کرے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''بے شک نبی ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ، شامیوں کے لئے جُحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور یمنیوں کے لئے یلَملَم (کے مقامات برائے حج وعمرہ) مقرر کئے ہیں۔ اور فرمایا: یہ ان لوگوں اور باہر سے آنے والے دوسرے لوگوں کے مقامات (مواقیت حج وعمرہ) ہیں بشرطیکہ وہ حج وعمرہ کے ارادے کے ساتھ یہاں سے گزریں۔ جو لوگ ان مواقیت کے (مکہ تک) اندر رہتے ہیں، وہ اپنے گھروں ہی سے احرام باندھیں گے، اور مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔'' [البخاری:۱۵۲۴ ومسلم:۱۱۸۱]

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''بے شک نبی ﷺ نے اہلِ عراق کے لئے ذاتِ عرق کا مقام (بطورِ میقات) مقرر کیا ہے۔'' [ابوداؤد: ۱۷۳۹]

حج یا عمرہ کی نیت کرنے والا اگر میقات پہنچ جائے تو اس پر یہاں سے احرام باندھنا واجب ہے، وہ (کسی پردے والی جگہ میں) اپنے پہنے ہوئے تمام کپڑے اتار کر احرام کی دو (سفید) چادریں پہن لے گا، ایک چادر کو بطورِ ازار پہنے گا اور دوسری چادر کو کندھوں پر اوڑھ لے گا پھر علانیہ لبیک کہنا شروع کر دے گا۔

عورت اپنے کپڑوں کے ساتھ ہی، لبیک کہتے ہوئے حج و عمرہ کی نیت کرے گی (وہ سفید چادروں والا احرام نہیں باندھے گی)

مَردوں اور عورتوں کے لئے میقات پر دو کام مستحب ہیں:

① احرام (اور نیت) سے پہلے غسل کرنا۔

② احرام (اور نیت) سے پہلے خوشبو لگانا۔

(عورتیں وہ خوشبو لگا سکتی ہیں جو نظر تو آئے مگر سونگھی نہ جا سکے تاکہ مرد حضرات فتنے میں مبتلا نہ ہوں)

مردوں کے لئے یہ مستحب ہے کہ احرام کی دونوں چادریں صاف و شفاف سفید کپڑے کی ہوں۔ عورتوں کو چاہئے کہ زینت (اور نمائش) کے کپڑوں کے بغیر جائز (اور سادہ) کپڑے پہنیں۔

حج کی تین اقسام

جب آپ حج کے ارادے کے ساتھ، حج کے مہینوں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ میں میقات پہنچ جائیں تو آپ کو تین کاموں کا اختیار ہے: یا حج تمتع کریں، یا حجِ اِفراد کریں، یا حج قران کریں، ان تینوں قسموں میں حج تمتع سب سے افضل ہے۔ حج کی ان تینوں اقسام میں سے ایک کی نیت کرنا آپ پر ضروری ہے۔

① تمتع، یہ سب سے افضل ہے۔ آپ میقات سے ''لبیک عمرة'' کہہ کر عمرہ کی نیت

کریں۔ پھر عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیں اور اپنے کپڑے (لباس) پہن لیں۔ احرام کے دوران میں (احرام کی وجہ سے) جن امور سے منع کیا گیا تھا وہ امور اب آپ کے لئے حلال ہیں۔ (دیکھئے ص ۱۸، اب آپ حج کے دن تک بغیر احرام کے، حالتِ حلال میں ہیں۔ الا یہ کہ دوبارہ ❶ عمرہ کرنا پڑے)

آٹھ ذوالحجہ (ترویہ کے دن) آپ حج (حج تمتع) کی نیت کرکے احرام باندھیں اور وہ تمام امور سرانجام دیں جو اس کتاب میں واضح طور پر آپ کو بتادیئے گئے ہیں۔
یاد رکھیں کہ آپ پر قربانی ❷ واجب ہے۔

۲ اِفراد☆، آپ میقات سے ((لَبَّیْکَ حَجًّا)) کہہ کر صرف حج (حج اِفراد) کا احرام باندھیں (اہل مکہ اپنے گھروں سے حج اِفراد کا احرام باندھیں گے۔ وہ آفاقی حضرات جو مکہ میں مقیم ہیں اور انھوں نے حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کیا تو وہ اپنے مکانات اور ڈیروں سے ہی حج اِفراد کا احرام باندھیں گے)

مکہ پہنچ کر آپ کے لئے طوافِ قدوم کرنا مستحب ہے۔ آپ پر یہ لازم ہے کہ قربانی والے دن (۱۰ ذوالحجہ) تک حالتِ احرام میں ہی رہیں۔ (ذوالحجہ کے) آٹھویں دن (یوم الترویہ) آپ وہ تمام امور سرانجام دیں جو اس کتاب میں واضح طور پر آپ کو بتادیئے گئے ہیں۔ ❸ یاد رکھیں کہ آپ پر قربانی واجب نہیں ہے۔

۳ قِران، آپ میقات سے حج اور عمرہ (دونوں) کا اکٹھا، احرام باندھیں۔ پھر ((لَبَّیْکَ

---

❶ بعض حاجی حضرات بار بار تنعیم (مسجد عائشہ) جا کر عمرے کرتے رہتے ہیں، یہ عمل سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے الشیخ الفقیہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی کتاب "الشرح الممتع علی زاد المستقنع" (ج ۷ ص ۳۷۷) /مترجم

❷ یہ قربانی بطورِ جبران (سزا) نہیں بلکہ بطورِ شکران (بطورِ شکر) ہے۔ والحمد للہ/مترجم

❸ دیکھئے ص ۴۸

☆ بعض علماء کے نزدیک حج تمتع سے حج اِفراد افضل ہے دیکھئے الشرح الممتع (۸۷/۷)

حَجًّا وَ عُمْرَةً)) کہیں۔مکہ پہنچنے کے بعد آپ کے لئے طواف قدوم کرنا مستحب ہے۔

(ذوالحجہ کے) آٹھویں دن آپ وہ تمام امور سرانجام دیں جو اس کتاب میں واضح طور پر آپ کو بتا دیئے گئے ہیں۔ جان لیں کہ آپ پر قربانی واجب ہے۔(اہل مکہ پر قربانی واجب نہیں ہے)

(یاد رکھیں) آپ پر یہ لازم ہے کہ قربانی والے دن تک حالتِ احرام میں رہیں۔

تنبیہ: حج قران اور حج اِفراد کرنے والے پر (صفا و مروہ کی) ایک سعی کرنا ہی لازم ہے۔ وہ اسے مقدم کر کے طواف قدوم کے ساتھ کر سکتے ہیں یا مؤخر کر کے طواف زیارت کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔

جب وہ طواف قدوم کے ساتھ سعی کریں تو سعی کے اختتام پر سر کے بال نہ منڈوائیں۔ دس ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک آپ حالتِ احرام میں ہی رہیں گے۔

اونچی آواز سے تلبیہ (لبیک) کہنے کی فضیلت:

نبی ﷺ درج ذیل الفاظ میں لبیک کہتے تھے:

(أ) ((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ))

(ب) آپ ﷺ تلبیہ میں یہ الفاظ بھی کہتے تھے: ((لَبَّیْکَ إِلٰهَ الْحَقِّ))

(ج) نبی ﷺ کے ساتھ (حج و عمرہ کرنے والے) صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) درج ذیل الفاظ کا اضافہ کرتے تھے۔ ((لَبَّیْکَ ذَا الْمَعَارِجِ ، لَبَّیْکَ ذَا الْفَوَاضِلِ))

(د) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) درج ذیل الفاظ کا (بطورِ اجتہاد) اضافہ کرتے تھے:

" لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَالْعَمَلُ "

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ)) کا معنی یہ ہے کہ (اے اللہ) میں تیرا ہر حکم قبول کرنے والا ہوں ، میں تیری اطاعت پر ہمیشہ قائم و دائم ہوں۔ لبیک کہنے والے کو چاہئے کہ اونچی

آواز سے لبیک کہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي وَمَنْ مَعِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ))

جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے تو مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کو اور وہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں، یہ حکم دوں کہ اونچی آواز سے لبیک کہیں۔ [1]

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((أَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ))

افضل ترین حج: عج اور ثج ہے۔

(وہ حج افضل ہے جس میں اونچی آواز سے لبیک کہی جائے اور قربانی کا خون بہایا جائے) [2]

عج: اونچی آواز سے لبیک کہنے کو کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے دوران میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) اتنی اونچی آواز سے لبیک کہتے تھے کہ ان کی آوازیں حلق میں اٹک جاتی تھیں۔

ثج: قربانی کے جانوروں کا خون بہانے کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ مِنْ شَجَرٍ وَحَجَرٍ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا. يَعْنِي عَنْ يَمِينِهِ وَ(عَنْ) شِمَالِهِ))

لبیک کہنے والا جو شخص لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں انتہائے زمین تک ہر درخت اور ہر پتھر لبیک کہتا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی (۸۲۸) ابن ماجہ (۲۹۲۱) اور ابن خزیمہ (۲۶۳۴ واللفظ لہ) نے روایت کیا ہے۔

---

[1] ابوداود: (۱۸۱۴) و إسنادہ صحیح

[2] الترمذی (۸۲۷) نحو المعنٰی وسندہ ضعیف وللحدیث شواہد ضعیفۃ انظر الصحیحۃ للألبانی (۱۵۰۰) وانوار الصحیفۃ للمترجم (ت: ۸۲۷) نیز دیکھئے ص ۵۷/ مترجم

حج اور عمرہ کرنے والوں میں سے افضل انسان

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ کے ذِکر کے بارے میں فائدہ نمبر ۵٦: نیک اعمال کرنے والوں میں سے وہ شخص سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ روزہ داروں میں وہ روزہ دار سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ صدقہ دینے والوں میں سے وہ شخص سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ حاجیوں میں وہ شخص دوسرے تمام حاجیوں سے افضل ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور یہی حال دوسری عبادات کا ہے۔'' [الوابل الصیب ص ۱۴۱]

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((**إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ، وَفِي الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ**))

خانہ کعبہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا، یہ سب اعمال اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کیے گئے ہیں۔ [1]

[احرام کے دوران میں ممنوع کام]

احرام کے دوران میں ممنوع کام تین طرح کے ہیں [2]

قسم اول: درج ذیل کام، مردوں اور عورتوں دونوں پر (حالتِ احرام میں) حرام ہیں:

① سر اور سارے جسم کے کسی حصے سے بال مونڈنا یا جان بوجھ کر گرانا۔ (اگر سر یا داڑھی کے بال خارش کے دوران میں گر جائیں تو کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ دم واجب آتا ہے)

② ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن تراشنا۔

③ احرام باندھنے کے بعد جسم یا (احرام کے) کپڑے پر خوشبو لگانا۔

---

[1] اسے ابوداود (۱۸۸۸) اور ترمذی (۹۰۲) نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: ''حسن صحیح'' یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[2] دیکھئے د: عبداللہ الطیار کی کتاب الحج (ص ۷۲)

④ (اپنی بیوی سے) جماع کرنا یا جماع کی طرف دعوت دینے والی حرکات کرنا مثلاً نکاح باندھنا، شہوت سے دیکھنا یا بوسے لینا۔ وغیرہ

⑤ (حلال جانوروں کا) شکار کرنا [1]

⑥ دستانے پہننا۔

قسم دوم: درج ذیل چیزیں صرف مردوں پر حرام ہیں عورتوں پر حرام نہیں ہیں:

① سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً بنیان، (انڈرویئر، پاجامہ) شلوار وغیرہ ☆

② کسی چپکی ہوئی چیز (مثلاً ٹوپی رومال وغیرہ) کے ساتھ سر کو ڈھانپنا

قسم سوم: عورتوں پر (حالتِ احرام میں) درج ذیل کام حرام ہیں:

① نقاب پہننا، اسے عربی میں ''برقع'' بھی کہتے ہیں۔

(عورتوں پر میقات سے گزرنے کے بعد دستانے پہننا اور نقاب اوڑھنا حرام ہے)

عورت اپنے ہاتھ کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ سکتی ہے۔ اگر اجنبی مرد نزدیک ہوں تو اس پر اپنا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں چھپانا واجب ہے کیونکہ یہ عورت (پر لازم کیا گیا) ہے۔ [2]

---

[1] موذی جانوروں کو حالتِ احرام میں مارنا جائز ہے/مترجم

☆ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے نزدیک احرام کی چادر کے دو حصے سلے ہوئے ہوں تو جائز ہے۔ دیکھئے الشرح الممتع (۷/۱۲۸)

تنبیہ: بعض فقہاء کے نزدیک حالتِ احرام میں نیند کے وقت منہ پر رومال وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔ دیکھئے الشرح الممتع (۷/۱۶۵)

[2] التحقیق والایضاح ص ۳۲

تنبیہ از مترجم: محدث البانی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے لئے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عورتوں کے خاص احکام

اول: عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حج وغیرہ کے سفر پر جانے کے لئے اپنے محرم کے ساتھ گھر سے نکلے۔ دلیل کے لئے دیکھئے صحیح بخاری[۵۲۶۵ حدیث ابن عباس]

دوم: حج کے سفر کے دوران میں، راستے میں اگر عورت کو حیض آ جائے یا اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو وہ اپنا سفر جاری رکھے گی، وہ رک کر پاک ہونے کا انتظار نہیں کرے گی، حیض یا نفاس (بچہ پیدا ہونے) کی حالت میں وہ جب میقات پہنچے گی تو دوسری پاک عورتوں کی طرح حج یا عمرہ کی نیت کرے گی۔ اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ دوسری ضروریات کے ساتھ صفائی اور غسل کر لے، کیونکہ نیت احرام میں طہارت شرط نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب ذوالحلیفہ کے مقام پر اسماء بنت عمیس (رضی اللہ عنہا) کا (سفرِ حج میں) بچہ پیدا ہوا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّأَحْرِمِيْ))

تو غسل کرلے اور (شرمگاہ پر) کپڑا باندھ لے اور احرام باندھ لے (احرام کی نیت کرلے)

[صحیح مسلم: ۱۴۷/ ۱۲۱۸ و دارالسلام: ۲۹۵۰]

سابقہ تفصیل سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

(ا) وہ دوسری عورتوں کی طرح میقات سے احرام کی نیت کرے گی اور احرام کے دوران میں منع کردہ کاموں سے اجتناب کرے گی۔ اگرچہ وہ حالتِ طہر میں (پاک) نہ ہو تو بھی مکہ جائے گی۔

(ب) وہ نقاب (برقع) اور دستانے اتار دے گی۔

(ج) زینت کی نمائش کے بغیر وہ جو لباس پہننا چاہے تو اسے اجازت ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے، اس پر کسی خاص رنگ کی پابندی نہیں ہے۔ پس (حائضہ) عورت کے لئے

(حیض ونفاس سے) پاک ہونے اور حیض ونفاس سے غسل کرنے کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

سوم: اگر عرفات کے دن تک وہ (حیض ونفاس) سے پاک نہ ہو اور اس سے پہلے اس نے حج تمتع کے لئے عمرہ کی نیتِ احرام کر رکھی ہو تو وہ حج کی نیت کرے گی اور عمرہ کو حج میں داخل کر کے قِران کرنے والی بن جائے گی۔ وہ حج کے تمام اعمال سرانجام دے گی سوائے اس کے کہ وہ پاک ہو جانے اور غسل کے بغیر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

جب (ہماری ماں) عائشہ رضی اللہ عنہا کو (ایام حج میں) ماہواری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((اِفْعَلِيْ مَايَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ .))

وہ تمام امور سرانجام دو جو حاجی سرانجام دیتا ہے سوائے اس کے کہ پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ [صحیح البخاری: ۱۶۵۰ و صحیح مسلم: ۱۲۰/۱۲۱۱ و دار السلام: ۲۹۱۹]

جب وہ پاک ہو جائے تو بیت اللہ کا ایک مرتبہ (سات چکروں کے ساتھ) طواف کرے گی اور صفا و مروہ کی ایک مرتبہ (سات چکروں کے ساتھ) سعی کرے گی، یہ اس کے حج اور عمرے کے لئے کافی ہے (اسے حج اور عمرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ طواف اور سعی کی ضرورت نہیں ہے)

تنبیہ: چھوٹے نابالغ بچے اور بچی کا حج صحیح ہے لیکن اس سے ان کا (جوان ہونے کے بعد) فرض حج ادا نہیں ہوگا (فرضیتِ حج ان سے ساقط نہیں ہوگی، بلکہ بلوغ کے بعد دوبارہ فرض حج ادا کرنا پڑے گا)

ان کے ولی (سربراہ، باپ، ماں، بھائی وغیرہ) کو چاہئے کہ وہ ان کی طرف سے حج کے وہ اعمال بذاتِ خود کرے جو یہ بچے نہ کر سکیں مثلاً جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ، اگر وہ بچے بہت ہی چھوٹے ہوں اور لبیک تک نہ کہہ سکیں تو ان کا سربراہ ان کی طرف سے لبیک کہے گا اور حج کے جو کام وہ خود کر سکتے ہیں تو خود ہی کریں گے۔

حرم[1] کے خصائص اور احکام[2]

(اب آپ کی خدمت میں حرم مکہ کے چند خصائص اور احکام پیش کئے جاتے ہیں)

اول: حرم کی بڑی فضیلت ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ حرم میں عبادت، دوسرے مقامات جو حرم نہیں ہیں، سے بہت زیادہ افضل ہے۔

دوم: جس طرح مسجد حرام میں نیک کاموں کا کئی گنا ثواب ملتا ہے اسی طرح حرم میں بھی کئی گنا ثواب ملتا ہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور یہی راجح ہے۔

سوم: حرم میں گناہوں کی (دوسرے علاقوں کے مقابلے میں) شدت اور سزا زیادہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

اور جس نے اس (حرم) میں الحاد اور ظلم کا ارادہ کیا تو ہم اسے دردناک عذاب دیں گے۔

[سورۃ الحج: ۲۵]

چہارم: اس پر علماء کا اجماع ہے کہ حرم میں حالتِ احرام اور غیر حالتِ احرام (حالتِ حلال) میں شکار کرنا حرام ہے۔

پنجم: سوائے اِذْخَر (ایک گھاس) کے حرم کے سرسبز درخت اور گھاس کاٹنا حرام ہے۔ علمائے کرام نے موذی حیوان (کے جوازِ قتل) پر قیاس☆ کرتے ہوئے کانٹے دار درختوں اور کانٹے دار گھاس کے کاٹنے کو جائز قرار دیا ہے۔

اسی طرح لوگ جو (درخت، گھاس اور سبزیاں وغیرہ) خود اپنے ہاتھوں سے بوئیں تو ان

---

[1] یہاں حرم سے مراد، حِل (غیر حرم) کے مقابلے میں ہے۔ یعنی مکہ (اور مدینہ) کا وہ حصہ جسے شریعت میں حرم قرار دیا گیا ہے۔ [2] یہ احکام شیخ عبداللہ آل بسام کی کتاب " نیل المآرب في تهذيب شرح عمدة الطالب" سے بعض اختلاف کے ساتھ ماخوذ ہیں۔

☆ قیاس اگر کتاب و سنت و اجماع اور آثار سلف صالحین کے خلاف نہ ہو تو جائز ہے۔ یاد رہے کہ باطل اور گندا قیاس ہر حال میں مردود ہے، وما علينا إلا البلاغ / مترجم

کا کاٹنا بھی حرام نہیں ہے۔

ششم: حرم میں کافروں کا داخلہ حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

اے ایمان والو! بے شک مشرکین نجس (پلید) ہیں، پس وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ آئیں۔

[سورۃ التوبہ:۲۸]

دخولِ مکہ کی صفت

جو شخص حج اور عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ آئے تو طواف سے پہلے اس پر دو چیزیں لازمی ہیں:

① جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے (میقات وحِل وغیرہ) وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔ [1]

② حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے مکمل طور پر پاک ہو (بے وضو ہونے کی صورت میں وضو اور غسل جنابت کی صورت میں غسل کر کے آئے)

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ وضو کیا پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ [صحیح البخاری:۱۶۴۱ و صحیح مسلم:۱۲۳۵]

دخولِ مکہ کے لئے چار چیزیں مسنون ہیں:

(۱) غسل کرنا: نافع (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قریب پہنچتے تو لبیک کہنا روک دیتے پھر ذوطُویٰ کی وادی میں رات گزارتے۔ پھر صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

[متفق علیہ/ البخاری:۱۵۵۳، ومسلم:۱۲۵۹]

---

[1] علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے نزدیک اہل مکہ حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر عمرہ کریں۔ وہ اس قول کو ضعیف سمجھتے ہیں کہ اہلِ مکہ اپنے گھروں سے احرام باندھ کر بھی عمرہ کر سکتے ہیں دیکھئے الشرح الممتع (۵۲،۵۱/۷)

(۲) بنوشیبہ کے دروازے سے (بیت اللہ میں) داخل ہونا

(۳) مسجدِ حرام میں داخلے کے وقت پہلے اپنا دایاں پاؤں اندر رکھنا اور یہ دعا پڑھنا:

((بِسْمِ اللهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، [ابن السنی: ۸۸ وسندہ ضعیف] اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ [صحیح مسلم: ۷۱۳])) [1]

یا درج ذیل دعا پڑھنا:

((أَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) [2]

۴: بیت اللہ کو دیکھ کر، ہاتھ اٹھاتے ہوئے جو مرضی ہے دعا مانگنا، یاد رہے کہ اس کے لئے کوئی مخصوص دعا مقرر نہیں ہے۔

(سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے یہ دعا ثابت ہے:

" اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ "

اے اللہ! تو سلام ہے اور سلامتی تجھی سے ہے، اے ہمارے رب! ہمیں سلامتی عطا فرما۔ اگر کوئی شخص یہ دعا مانگے تو اچھا ہے۔ [البیہقی ۵/۷۳ وابن ابی شیبہ ۴/۹۷ ح ۱۵۷۵۲، یہ اثر بلحاظِ سند ثابت نہیں ہے/ مترجم]

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

طواف [3]

جب آدمی مسجدِ حرام میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ سیدھا بیت اللہ کی طرف کندھے کو احرام کی چادر سے ڈھانپ لے۔

---

[1] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

[2] میں شیطان رجیم کے مقابلے میں عظیم الشان اللہ اور اس کے کرموں والے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ اللہ جس کی سلطنت قدیم (اور ہمیشہ سے) ہے۔ [ابوداود: ۴۶۶، وسندہ صحیح]

[3] طواف کے دوران میں (کھجور وغیرہ) کھانا اور پانی پینا جائز ہے دیکھئے الشرح الممتع (۲۶۰/۷)

جائے اور حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرے۔ طواف قدوم (حج اور عمرہ کرنے والے کے پہلے طواف) میں دو کام مسنون ہیں:

① وہ (سات چکروں میں) اضطباع کرے یعنی اپنا دایاں کندھا ننگا کرے اور بائیں کندھے کو احرام کی چادر سے ڈھانپ لے۔

② پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی تیز تیز چلے۔ اگر لوگوں کا رش نہ ہو تو حجر اسود [1] کو ہاتھ لگا کر اور چوم کر طواف شروع کرنا چاہئے۔ اگر رش (بھیڑ) کی وجہ سے ہاتھ لگانا یا چومنا ممکن نہ ہو تو اپنے (دائیں) ہاتھ سے ((بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ)) کہتے ہوئے (حجر اسود کی طرف) اشارہ کرے۔ پھر بیت اللہ کو اپنی بائیں طرف کرتے ہوئے، حطیم سے باہر باہر اس کے سات چکر لگائے۔

ہر چکر کے لئے کوئی خاص دعا مسنون نہیں ہے۔ دعاؤں میں سے جو دعا چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ اللہ سے دنیا اور آخرت کی خیر (بھلائی) مانگنی چاہئے۔ مروی ہے کہ ((هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ)) یعنی: یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ [ابن ماجہ: ۲۹۴۵ و إسناده ضعیف جدًا]

جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے اگر ممکن ہو تو اسے ہاتھ لگائے اور اس کا بوسہ لے اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو ہاتھ لگا کر اپنے ہاتھ کا بوسہ لے لے یا اپنی چھڑی (وغیرہ) لگا کر اس کا بوسہ لے۔ اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تکبیر کہہ کر گزر جائے۔ یاد رہے کہ دور سے اشارہ کرتے وقت ہاتھ کو چومنا صحیح نہیں ہے۔

یہ ساری حالتیں نبی ﷺ سے ہم تک (صحیح سندوں کے ساتھ) پہنچی ہیں۔ ان میں سے جو بھی آسان میسر ہو اس پر عمل کرنا چاہئے (دوسرے لوگوں کو تکلیف دینے سے مکمل اجتناب کرنا فرض ہے)

---

[1] حجر اسود کے رُخ کے لئے زمین پر سرخ نسواری رنگ کا ایک چوڑا خط بطورِ علامت مقرر کیا گیا ہے (طواف کی ابتدا میں اس پر کھڑا ہونا لازمی نہیں ہے۔ آدمی جب بھی اس کے آگے پیچھے قریب ہو جائے تو اشارہ کر کے طواف کی ابتدا کر سکتا ہے۔ بس صرف یہ ضروری ہے کہ اپنے تمام بدن کے ساتھ حجر اسود کا آمنا سامنا کر کے اشارہ کیا جائے)

رکن یمانی کو تو صرف ہاتھ لگانا ہی مسنون ہے، یہاں تکبیر نہیں پڑھی جائے گی اور اگر ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو جاہلوں کی طرح رکن یمانی کی طرف اشارہ نہیں کرنا چاہئے۔ (رکن یمانی کو چومنا قطعاً ثابت نہیں ہے)

نبی ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو ہی ہاتھ لگاتے تھے۔ جب سات چکر مکمل ہو جائیں تو طواف مکمل ہو گیا (آخری چکر پر اللہ اکبر کہنا ثابت نہیں ہے۔) [1]

اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم تعداد کو اختیار کر کے باقی نقص کی تکمیل کرنی چاہئے (اگر چھ اور سات میں شک ہے تو چھ سمجھ کر ساتواں چکر لگانا چاہئے۔)

طواف کی دعائیں

حجر اسود کے سامنے ہو کر استلام (چھوتے اور اشارہ) کرتے ہوئے ((بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ)) [2] کہنا چاہئے۔ یہ کلمات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (جلیل القدر صحابی) سے ثابت ہیں۔ ان عظیم کلمات کے مفہوم کا پورا شعور ہونا چاہئے۔

حجر اسود کے استلام (چھونے یا اشارہ) کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نبی ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا:

((لَيَبْعَثَنَّ اللهُ الْحَجَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ وَيَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ))

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجر اسود کو دیکھنے والی دو آنکھیں اور بولنے والی زبان دے کر مبعوث فرمائے گا جس شخص نے حق کے ساتھ حجر اسود کا استلام (بوسہ، چھوا اور اشارہ) کیا ہو گا وہ اس کے بارے میں گواہی دے گا۔

اسے امام احمد (۲۹۱/۱، ۳۷۱) نے روایت کیا ہے اور (امام) ترمذی (۹۶۱) نے حسن کہا ہے۔

---

[1] دیکھئے الشرح الممتع (۳۵۲/۷)

[2] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اسے ابوداود (مسائل الامام احمد ص ۱۰۲) اور بیہقی (۷۹/۵) نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَسْحُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ يَحُطَّانِ الْخَطَايَا حَطًّا))

حجر اسود اور رکن یمانی کے چھونے سے گناہ بہت زیادہ جھڑ جاتے ہیں۔

اسے ترمذی (۹۵۹ نحو المعنیٰ) نے حسن اور ابن حبان (موارد: ۱۰۰۳) نے صحیح کہا ہے۔
(ورواہ النسائی ۲۲۱/۵ ح ۲۹۲۲ وسندہ حسن)

حجر اسود کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کی وجہ سے چوما جاتا ہے۔

جب (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے حجر اسود کا بوسہ لیا تو فرمایا:

" إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ "

بے شک میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے، تو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان اگر میں نبی ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو کبھی تجھے نہ چومتا۔ [صحیح البخاری: ۱۵۹۷، ۱۶۰۵، ۱۶۱۰ و صحیح مسلم: ۱۲۷۰]

پھر یہ دعا پڑھے:

" اَللّٰهُمَّ إِيمَانًا بِكَ وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

اے اللہ! میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تیری تصدیق کرتا ہوں، تیرے ساتھ وعدہ پورا کرتا ہوں اور تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرتا ہوں۔

بیہقی (۷۹/۵ اس روایت کی سند حارث الاعور کی وجہ سے سخت ضعیف ہے، حارث تک سند بھی ضعیف ہے/ مترجم) وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ طواف کی ابتدا میں یہ (سابق) دعا پڑھتے تھے۔

پھر رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں خیر اور آخرت میں خیر عطا فرما اور ہمیں آگ کے

عذاب سے بچا۔

اسے احمد (۳/۴۱۱ ، ۴۱۱ و ابوداود: ۱۸۹۲ و سندہ حسن) اور ابن خزیمہ (۴/۲۱۵ ح ۲۷۲۱ وأخطأ من ضعفہ) نے روایت کیا ہے۔

حالتِ طواف میں اللہ کا ذکر، قرآن مجید کی قراءت اور جو (نیک) دعا مرضی ہے کر سکتے ہیں، ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہما) طواف کے دوران میں صرف یہی دعا پڑھتے تھے:

" رَبِّ قِنِيْ شُحَّ نَفْسِيْ ، رَبِّ قِنِيْ شُحَّ نَفْسِيْ "

اے اللہ! مجھے میرے نفس کے بخل سے بچا، اے اللہ! مجھے میرے نفس کے بخل سے بچا، کہا گیا کہ آپ صرف یہی دعا کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: جب میں اپنے نفس کے بخل سے بچ گیا تو یقیناً کامیاب ہو گیا۔

[الوابل الصیب ص ۸٦ دوسرا نسخہ ص ۵۲ و تفسیر ابن جریر الطبری ۲۸/۲۹ عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وسندہ حسن، روایۃ سفیان الثوری محمولۃ علی السماع إذ اروی عنہ یحییٰ القطان]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچ گیا تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

[الحشر: ۹، التغابن: ۱۶]

طواف، حجرِ اسود اور رکن یمانی کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا .. مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوْعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ .. لَايَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرٰى إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً))

بے شک حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کا چھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔ جس نے گن کر بیت اللہ

کے سات چکر لگائے گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ آدمی جو قدم رکھتا یا اٹھاتا ہے تو اس کے بدلے اللہ اس کا ایک گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اسے ترمذی (۹۵۹) نے روایت کیا اور فرمایا: ''یہ حدیث حسن ہے''

[وھو حدیث حسن]

مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنا اور زمزم کا پانی پینا

جب ساتواں چکر ختم ہو جائے تو اپنا دایاں کندھا ڈھانپ کر مقام ابراہیم جا کر یہ آیت پڑھیں: ﴿ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ﴾

اور مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ [سورۃ البقرۃ:۱۲۵]

پھر اگر ممکن ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں، آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان مقام ہونا چاہئے، اگرچہ آپ دور ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ پوری کوشش کریں کہ طواف کرنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

اگر بھیڑ (رش) وغیرہ کی وجہ سے ایسا نہ کر سکیں تو مسجدِ حرام میں جو جگہ مناسب ملے، دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ اور دوسری میں فاتحہ کے بعد ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھنا مستحب ہے۔

یہ رکعتیں لمبی نہ پڑھیں اور مسلمانوں کو تکلیف (بھی) نہ دیں۔ اس کے بعد زمزم کے پاس جا کر پانی پینا اور سر پر بہانا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے زمزم کے پانی کے بارے میں فرمایا:

((طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ)) یہ بھوکے کا کھانا اور بیمار کی شفا ہے۔

(البیہقی ۵/۱۴۷ وسندہ صحیح ولہ شاھد فی المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۹۸ ح ۱۱۱۶۷ وسندہ حسن)

پھر اگر ممکن ہو تو حجر اسود کے پاس جا کر، تکبیر کہہ کر اس کا استلام کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے۔ زمزم کا پانی پینے یا نہ پینے کے بعد فوراً سعی کرنی چاہئے۔

صفا اور مروہ کی سعی

اس کے بعد صفا کی طرف جائے۔ صفا پہنچنے کے بعد یہ آیت پڑھے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾

بے شک صفا اور مروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جس نے حج یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کا طواف (سعی) کرے اور جس نے بخوشی نیکی کا کام کیا تو بے شک اللہ علم والا قدر دان ہے۔ [سورۃ البقرۃ:۱۵۸]

یہ آیت صرف سعی کی ابتدا میں ہی پڑھیں اور اس کے بعد ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)) جس سے اللہ نے ابتدا کی ہے ہم اسی سے ابتدا کرتے ہیں۔ [مالک فی الموطا ۱/۳۷۲ ح ۸۴۶ وسندہ صحیح، النسائی ۵/۲۳۹ ح ۲۹۷۲، ۲۹۷۳] کہتے ہوئے صفا سے ابتدا کرتے ہوئے اس پر چڑھ جائیں حتیٰ کہ کعبہ شریف آپ کو نظر آ جائے۔

کعبہ کی طرف رخ کر کے، دعا کرنے والے کی طرح دونوں ہاتھ اٹھائیں اور درج ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ کی توحید و تکبیر بیان کریں:

((اَللّٰهُ أَكْبَرُ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ] لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ))

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کی تعریفیں ہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) سے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور (کفر) کی تمام پارٹیوں کو اکیلے (اللہ نے) شکست دے

دی۔ [مسلم:۱۲۱۸]

یہ کلمات تین دفعہ پڑھیں اور ان کے درمیان (جو چاہیں) دعا مانگیں۔ پھر اتر کر (مروہ کی طرف جاتے ہوئے) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ)) سعی کرو، بے شک اللہ نے آپ پر سعی فرض کی ہے۔ (1)

☆ سعی کے دوران میں اللہ کے دربار میں عاجزی اور دعا میں مصروف رہنا چاہیے

سعی کے دوران میں جب سبز ٹیوبوں والے نشان پر پہنچیں تو دونوں سبز نشانوں کے درمیان تیزی سے دوڑیں۔ یاد رہے کہ یہ سعی / دوڑنا صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے (عورتیں آرام سے چلیں گی)

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ اتنی شدت سے سعی کرتے تھے کہ آپ کا ازار آپ کے گرد لپٹنے لگتا تھا۔

پھر چلتے ہوئے مروہ پر چڑھ جائیں جس طرح قبلہ رخ ہو کر صفا پر تکبیر، توحید اور دعائیں کی تھیں اسی طرح یہاں کریں، یہ ایک شوط (چکر) مکمل ہو گیا۔

پھر واپس صفا کی طرف جائیں، جہاں عام رفتار سے پیدل چلے تھے وہاں چلیں اور جہاں سعی کی تھی وہاں سعی کریں، یہ دوسرا چکر ہو گیا اگر سعی کے دوران میں "رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ" اے میرے رب! معاف کر دے اور رحم فرما، بے شک تو سب سے عزیز و کریم ہے۔/ والی دعا پڑھیں تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ دعا عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ (بیہقی ۵/۹۵ وھو قوی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) پھر مروہ جائیں، اس طرح سات چکر پورے کریں۔ آخری چکر مروہ پر پورا ہو گا۔

---

(1) احمد (۶/۴۲۱) والبغوی فی شرح السنۃ (۷/۱۴۰، ۱۴۱ ح ۱۹۲۱) وھو حدیث حسن، دیکھئے میری کتاب "اضواء المصابیح فی تحقیق مشکاۃ المصابیح" (۲۵۸۲) والحمد للہ / مترجم

جب ساتواں چکر مروہ پر پورا ہو جائے تو اپنے سر کے بال کاٹ لیں (یا منڈوالیں) عمرہ مکمل ہو گیا۔ احرام میں جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھیں وہ اب حلال ہو گئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ)) اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرانے (بال کٹوانے) والوں پر؟ آپ نے فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ)) اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرنے والوں پر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَالْمُقَصِّرِیْنَ)) اور قصر کرنے والوں پر بھی رحم کر۔ [بخاری: ۱۷۲۷، و مسلم: ۱۳۰۱]

ارکانِ عمرہ

① احرام

② طواف

③ سعی

واجباتِ عمرہ

① حرم سے باہر حل (یا میقات) سے احرام باندھنا

② سر منڈوانا یا بال کٹوانا (قصر کرانا) [1]

ارکانِ حج

① احرام

② طواف افاضہ (طواف زیارت)

③ عرفات میں ٹھہرنا

---

[1] تمتع کرنے والا شخص دوسرے شخص کی طرف سے عمرہ کر سکتا ہے دیکھئے ''الشرح الممتع علی زاد المستقنع'' للشیخ العلامۃ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (۷/۳۷۹)

④ صفا اور مروہ کے درمیان سعی

واجبات حج

① میقات (یا حل یا اپنے گھر) سے احرام باندھنا

② دن کو پہنچنے والے کے لئے، غروب شمس تک عرفات میں ٹھہرنا

③ فجر کی روشنی تک مزدلفہ میں رات گزارنا، عورتیں اور کمزور لوگ آدھی رات کے بعد مزدلفہ (وادی) سے روانہ ہو سکتے ہیں۔

④ ایامِ تشریق (۱۰، ۱۱) کی راتیں منٰی میں گزارنا۔

⑤ ایامِ تشریق میں جمرہ اور جمرات کو کنکریاں مارنا۔

⑥ سر منڈانا یا قصر کرانا۔

⑦ طوافِ وداع

اہم ترین تنبیہ: اگلے صفحات پر رکن، واجب اور سنت کے درمیان فرق کے لئے کچھ علامات اختیار کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆☆☆ تین ستاروں کا مطلب یہ ہے کہ اس عبارت میں رکن کا ذکر ہے۔

☆☆ دو ستاروں میں واجب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

☆ ایک ستارے میں سنت کی طرف اشارہ ہے۔

اس پر خوب غور کریں۔ یاد رکھیں کہ اگر رکن رہ گیا تو پھر حج صحیح نہیں ہوگا۔ اور اگر واجبات میں سے کوئی چیز رہ گئی تو دم واجب آئے گا۔ یعنی ایک بکری ذبح کر کے حرم کے فقیروں میں تقسیم کرنا لازم ہوگا۔

حج کا پہلا دن: یوم الترویہ/۸ ذوالحجہ

آٹھ ذوالحجہ کو حاجی درج ذیل کام کرے گا:

☆ احرام باندھنے اور نیت حج سے پہلے متمتع (تمتع کرنے والے) کے لئے یہ مستحب ہے کہ غسل کر کے خوب صفائی کرے، اپنے ناخن تراش لے، مونچھیں کتر والے اور دو سفید چادریں بطورِ ازار اور اوپر والی چادر پہن لے۔ عورت جو چاہے لباس پہن سکتی ہے لیکن وہ دستانے اور نقاب (برقع) نہیں پہنے گی۔

قِران اور اِفراد کرنے والوں نے چونکہ پہلے سے احرام باندھ رکھا ہے لہٰذا وہ متمتع کی طرح ناخن وغیرہ نہیں تراشیں گے۔

☆ سورج کے طلوع ہونے کے بعد، اس دن آپ (مکہ میں) جس مکان میں رہتے ہیں وہاں سے حج ادا کرنے کی نیت سے احرام باندھ لیں۔

☆ پھر ((لَبَّيْكَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں حج کی لبیک کے ساتھ حاضر ہوں'' کہیں اسے حج کی لبیک کہتے ہیں۔

☆ اگر آپ کو یہ خوف ہو کہ کسی وجہ سے آپ حج ادا کرنے سے رہ سکتے ہیں تو لبیک کہتے وقت درج ذیل الفاظ پڑھ کر اپنا حج مشروط کر لیں:

((فَإِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ)) ''پس اگر مجھے کسی چیز نے روک لیا تو جہاں میں روک دیا گیا وہی میرے احرام کھولنے کی جگہ ہے۔''

اگر خوف (اور کسی چیز کا ڈر) نہ ہو تو یہ الفاظ نہ پڑھیں کیونکہ نبی ﷺ نے یہ الفاظ پڑھ کر اپنا حج مشروط نہیں کیا تھا۔

☆☆ حج کی نیت کے بعد، احرام کے دوران میں تمام ممنوع کاموں سے بچنا واجب ہے۔ [1]

☆ پھر درج ذیل تلبیہ (لبیک) پڑھے:

---

[1] دیکھئے محظورات الاحرام (احرام کے دوران میں ممنوع کام) ص ۳۳

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ))

"اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، بے شک سب تعریفیں، سب نعمتیں اور حکومت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

دس (۱۰) ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک یہ تلبیہ جاری رہے گا۔

☆ پھر آپ لبیک کہتے ہوئے منٰی جائیں گے، وہاں آپ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں اپنے وقت پر قصر کر کے پڑھیں گے، جمع نہیں کریں گے۔

حاجی، مکہ کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آئے ہوں، سب قصر کریں گے۔

☆ نبی ﷺ سفر میں صبح کی دو سنتوں اور وتر کے علاوہ دیگر سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔

☆ نبی ﷺ سے جو ذکر و اذکار بعد نماز اور اذکار صبح، اذکار شام اور سوتے وقت کے اذکار وغیرہ ثابت ہیں ان کے پڑھنے کا التزام کرنا چاہئے۔

☆ پھر یہ رات منٰی میں گزاریں۔

آٹھ (۸) ذوالحجہ کے دن لوگوں کی غلطیاں

① بہت سے حاجی حضرات حج کرنے کے لئے آتے ہیں اور لوگوں کی دیکھا دیکھی حج کے اُمور ادا کرتے ہیں۔ اہلِ علم سے حج کے مسائل نہیں پوچھتے۔ گویا زبانِ حال سے وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں: "میں نے لوگوں کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو یہ کام کرلیا" حالانکہ یہ بہت بڑی جہالت ہے۔ ایسا شخص اپنی غلطی میں معذور نہیں ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ [النحل:۴۳، الانبیاء:۷]

② بہت سے حاجی حضرات ۸ ذوالحجہ سے لے کر حج کے اختتام تک اپنا دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں حالانکہ یہ غلط حرکت ہے، دایاں کندھا ننگا رکھنا تو پہلے طواف (طوافِ قدوم) میں

ہی مسنون ہے۔

③ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ احرام کے لئے کوئی خاص رنگ مثلاً سبز وغیرہ مقرر ہے۔ حالانکہ یہ بات جہالت اور خطا پر مبنی ہے۔ زیب ونمائش کے کپڑوں سے اجتناب کرتے ہوئے عورت اپنے عام استعمال کے شرعی کپڑوں میں ہی احرام کی نیت کرے گی تاہم اس کے لئے دستانے اور نقاب پہننا ممنوع ہے۔

④ بعض حاجی حضرات احرام سے پہلے اپنی داڑھی منڈواتے یا (ایک مٹھی سے کم) کترو ا دیتے ہیں۔ اور بعض حضرات اپنے ازار (اور شلواریں) ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھتے ہیں۔ اس قسم کی مخالفِ شریعت حرکتوں سے حج کے ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

⑤ بعض حج کرنے والے حضرات آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ میں رات نہ گزارنے کے قائل (وفاعل) ہیں بلکہ بعض لوگ اسی دن عرفات چلے جاتے ہیں۔ یہ کام سنت کے خلاف ہے۔

⑥ بہت سے حاجی، اللہ تعالیٰ سے ایسی دعائیں مانگتے رہتے ہیں جن کا معنی اور مفہوم وہ نہیں جانتے وجہ یہ ہے کہ دعاؤں اور اذکار کے بارے میں بہت سی غیر مستند کتابیں ان کے ہاتھ لگ جاتی ہیں۔ مسنون یہی ہے کہ اللہ سے وہی دعا مانگی جائے جو (کتاب وسنت سے) ثابت ہو، اس کا معنی ومفہوم معلوم ہو اور اللہ سے قبولیت دعا کی امید رکھی جائے۔

⑦ مسلمان کے لئے زبان کے ساتھ نیت کرنا مسنون نہیں ہے کیونکہ نیت کا مقام دل ہے (زبان نہیں) لیکن جو شخص حج یا عمرے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے یہی مسنون ہے کہ احرام باندھنے کے بعد ((لَبَّیْکَ عُمْرَةً)) یا ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَةً)) اور اسی طرح ((لَبَّیْکَ حَجًّا)) یا ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا)) کے الفاظ زبان سے ادا کرے، یہ عمل نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ نماز اور طواف وغیرہ میں زبان سے کوئی نیت ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا کبھی نہیں کہنا چاہیے کہ ''میں اس طرح اس طرح نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں'' یا ''میں اس طرح طواف کی نیت کرتا ہوں'' زبان کے ساتھ نیت کرنا بدعات میں سے ہے اور بآواز بلند یہ حرکت کرنا انتہائی بُرا اور سخت گناہ ہے۔ [دیکھئے التحقیق والا یضاح ص ۱۵]

حج کا دوسرا دن: ۹ ذوالحجہ

☆ جب آپ (منیٰ میں) صبح کی نماز پڑھ لیں اور سورج طلوع ہو جائے تو اونچی آواز کے ساتھ لبیک اور تکبیر کہتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں۔

((اَللهُ أَكْبَرُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ))

☆ اس دن روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا تو آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پیا تھا۔

☆ سنت یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو آپ زوال (ظہر کی اذان) تک نَمِرہ (ایک وادی جو عرفات کے ساتھ ہے) میں ٹھہرے رہیں۔

☆ یہاں (مسجد نَمِرَہ میں) خطبہ ہوگا، پھر اس کے بعد ظہر وعصر کی دو دو رکعتیں جمع تقدیم کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائی جائیں گی۔ (آپ بھی اسی طرح پڑھیں) ان دونوں نمازوں کے درمیان یا پہلے (یا بعد میں) کوئی نفل وغیرہ نہیں ہیں۔

☆☆☆ پھر آپ عرفات میں داخل ہو جائیں۔ اس بات کی خوب تحقیق کر لیں کہ آپ عرفات کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں کیونکہ وادی عُرنہ عرفات میں داخل نہیں ہے۔ (یاد رکھیں کہ مسجد نمرہ کا ایک بڑا حصہ عرفات میں داخل نہیں ہے)

☆ آپ ذکر، اللہ کے سامنے گڑگڑانے اور دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی اور خشوع سے لبریز دعاؤں کے لئے تیار ہو جائیں۔ [1]

☆ عرفات سارے کا سارا موقف (حج کے لئے ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔

اگر ممکن ہو تو آپ جبلِ رحمت کی چٹانوں کے نیچے کھڑے ہو جائیں۔ اگر آپ کے سامنے جبلِ رحمت اور قبلہ (بیت اللہ) ہوں تو یہ افضل ہے۔

☆ پہاڑ پر چڑھنا سنت نہیں ہے۔ جاہل لوگ (جبلِ رحمت) پہاڑ پر چڑھتے رہتے ہیں۔

---

[1] بعض دعاؤں اور اذکار کے لئے دیکھئے ص ۷۱ تا ۷۴

☆ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے خشوع اور دل جمعی کے ساتھ غروبِ آفتاب تک دعا کریں۔ غافلوں کی طرح ہنسی مذاق یا نیند میں یہ وقت نہ گزاریں، اللہ ہی سے سلامتی چاہتے ہیں۔

☆ کثرت سے ((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَـهُ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) پڑھیں، اسی طرح تلبیہ (لبیک) اور نبی ﷺ پر درود بھی پڑھتے رہیں۔ ❶

☆ ☆ سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات (کے میدان) سے باہر نہ نکلیں۔ ❷

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا رُؤِيَ الشَّيْطَانُ يَوْماً هُوَ فِيْهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ .....))

عرفات کے دن کے علاوہ کسی دن بھی شیطان اتنا چھوٹا، ذلیل، حقیر اور غصے میں نہیں دیکھا گیا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ رحمت نازل ہو رہی ہے اور اللہ (اپنے بندوں کے) بڑے بڑے گناہ معاف فرما رہا ہے / اسے (امام) مالک نے موطا میں روایت کیا ہے۔

[الموطا ۱/۴۲۲ ح ۹۷۳ وسندہ ضعیف لا رسالہ وللحدیث شاھد ضعیف جداً عند الحاکم، انظر شعب الایمان للبیہقی: ۴۰۷۰/ یہ روایت ضعیف ہے۔]

☆ ☆ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف نرمی اور سکون کے ساتھ روانہ ہو جانا چاہئے۔ اگر کہیں کھلی جگہ ملے تو وہاں تھوڑا تیز چلنا سنت ہے۔

☆ ☆ سنت یہ ہے کہ آپ مزدلفہ میں قصر کرتے ہوئے مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں

---

❶ قوتِ دعا کی ضرورت کے لئے دیکھئے ص ٦٧

❷ سورج کے غروب ہونے سے پہلے عرفات سے روانہ ہونا حرام ہے کیونکہ یہ کام سنت کے بھی خلاف ہے اور جاہلیت کی رسموں میں سے ہے۔ جمہور کے نزدیک جو شخص سورج کے غروب ہونے سے پہلے عرفات سے روانہ ہو جائے تو اس پر فدیہ یعنی دم لازم ہے جسے حرمِ مکہ کے مسکینوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔

نماز پڑھیں۔ان سے پہلے اور بعد میں کوئی (نفلی) نماز نہ پڑھیں، صرف وتر پڑھیں۔

اگر آپ کو یہ ڈر ہو کہ آدھی رات سے پہلے رش وغیرہ کی وجہ سے مزدلفہ نہیں پہنچ سکتے تو یہ ضروری ہے کہ راستے میں ہی دونوں نمازیں پڑھ لیں۔ یہ (بہت) اہم ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر پڑھا جائے۔

☆☆ پھر صبح تک مزدلفہ میں سو جائیں۔ کمزور لوگوں اور عورتوں کے لئے آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد روانہ ہوں۔

نو (۹) ذوالحجہ کے دن لوگوں کی غلطیاں

① بعض حاجی حضرات عرفات کی حدود سے باہر ٹھہرے رہتے ہیں، جس شخص نے یہ کام کیا اور قربانی والے (اگلے دن) کی صبح تک عرفات میں داخل نہ ہوا تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا۔ وہ اس جاری حج کی تکمیل بھی کرے گا اور اگر فرض حج ہو تو اگلے سال دوبارہ حج کرے گا۔

② بعض حاجی حضرات اس دن روزہ رکھتے ہیں (یہ غلط حرکت ہے)

③ بعض لوگ تکلف کرتے ہوئے (خواہ مخواہ) ضرور جبلِ رحمت کے پاس جاتے اور اس پر چڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

④ بعض لوگ عرفات کے دن ہنسی مذاق، فضول باتوں اور نیند (وغیرہ) میں مشغول ہو کر وقت ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ یہ لوگ دعا اور ذکر سے محروم رہتے ہیں۔

⑤ یہ ملاحظہ بھی یادرہے کہ بعض حاجی حضرات (یادگار بنانے کے لئے) اپنی تصویریں (فوٹو) کھنچواتے رہتے ہیں، اور انھیں یادگار تصویریں کہتے ہیں۔ یہ منکر (انتہائی بُری) حرکت ہے۔

⑥ بہت سے حاجی حضرات عرفات سے واپسی میں تیز دوڑتے اور گاڑیاں بھگاتے ہیں حالانکہ یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر ((اَلسَّكِينَةَ اَلسَّكِينَةَ)) یعنی سکون اختیار کرو، سکون اختیار کرو، کا حکم فرمایا ہے۔ [دیکھئے صحیح مسلم: ۱۲۷۲]

⑦ بعض لوگ مزدلفہ میں نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کا خیال نہیں رکھتے۔

حج کا تیسرا دن: ۱۰ ذوالحجہ/قربانی کا دن، عید کا دن

☆☆ عورتوں اور کمزور مردوں کے علاوہ تمام حاجیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں۔ عورتوں اور کمزور مردوں کے لئے یہ اجازت ہے کہ چاند غائب ہونے کے بعد مزدلفہ سے منٰی جا سکتے ہیں۔

☆ صبح کی نماز اور نماز کے بعد ذکر و اذکار سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رخ ہو کر اللہ کی حمد بیان کرنی چاہیے۔ تکبیریں اور لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اور خوب روشنی ہونے تک (زیادہ سے زیادہ) دعائیں کرنی چاہئیں۔

☆ پھر لبیک کہتے ہوئے انتہائی سکون کے ساتھ، سورج طلوع ہونے سے پہلے منٰی کی طرف روانہ ہونا چاہیے۔

☆ جب آپ مزدلفہ اور منٰی کے درمیان وادی مُحَسِّر پہنچیں تو اگر ممکن ہو تو تیز چلیں۔

☆ مزدلفہ یا منٰی میں سے جس جگہ کنکریاں دیکھیں تو سات کنکریاں اٹھا لائیں اور تکبیر و لبیک کہتے ہوئے جمرہ عقبہ کی طرف) چلتے رہیں۔[1]

پھر درج ذیل کام کریں:

☆☆ جمرہ عقبہ کو ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں۔[2]

اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہیں۔

جمرہ عقبہ کے پاس لبیک کہنا بند کر دیں۔

---

[1] علامہ ابن العثیمین رحمہ اللہ نے ابن ماجہ (۳۰۲۹ وسندہ صحیح) اور سنن نسائی (۲۶۸/۵ ح ۳۰۹۵) کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جمرہ عقبہ کے پاس سے کنکریاں لینی چاہئیں۔ دیکھئے الشرح الممتع (۳۱۷/۷) جمرہ کو ماری ہوئی کنکریاں دوبارہ مارنا جائز ہے۔ (الشرح الممتع ۳۲۳/۷) اور کنکریوں کو دھونا بدعت ہے (ایضاً ۳۱۸/۷) / مترجم

[2] علامہ ابن العثیمین رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں اور کمزوروں کے لئے طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں مارنا جائز ہے دیکھئے الشرح الممتع (۳۲۷/۷) / مترجم

☆☆ اپنی قربانی ذبح کر کے اس کا گوشت (اگر ہو سکے تو) خود کھائیں اور فقیروں مسکینوں میں بھی تقسیم کر دیں۔ یاد رکھیں کہ تمتع اور قران کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اِفراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں۔

ذبح اور نحر (اونٹ ذبح کرتے) کے وقت ((بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ)) پڑھیں یعنی: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہی ہے۔ اے اللہ میری قربانی قبول فرما۔

☆☆ پھر آپ سارے سر کے بال منڈوائیں یا سارے سر کا قصر کریں۔ سر منڈوانا افضل ہے۔ دائیں طرف سے شروع کریں۔ عورتیں اپنے سر کے بال چند انگلیوں کے برابر کاٹیں۔ اس طرح آپ کا تحللِ اول مکمل ہوگیا۔ آپ احرام اُتار کر اپنے کپڑے پہن لیں اور خوشبو وغیرہ (اگر میسر ہو تو) لگا لیں۔

اپنی بیوی سے ہمبستری کے علاوہ، احرام کے اندر تمام ممنوع کام آپ کے لئے حلال ہو چکے ہیں (اور اسے تحللِ اول کہتے ہیں)

طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) اور اگر آپ پر سعی ضروری ہے تو ان دونوں ارکان کی تکمیل سے پہلے آپ اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی آدمی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کا حج صحیح ہے لیکن اس پر دم واجب ہے۔

☆☆☆ اس کے بعد مکہ جا کر رمل (دوڑنے اور تیز چلنے) کے بغیر بیت اللہ کا طواف کریں اور طواف والی دو رکعتیں پڑھیں۔

☆☆☆ پھر سعی کریں، تمتع کرنے والے پر سعی کرنا فرض ہے۔ اسی طرح قران اور افراد کرنے والے نے اگر طوافِ قدوم میں سعی نہیں کی تو اس پر بھی سعی کرنا فرض ہے۔

اس طرح تحلل ثانی مکمل ہو جاتا ہے (اب اپنی بیوی سے جماع حلال ہے)

☆ اگر ان کاموں (مثلاً کنکریاں مارنا، سر منڈوانا، قربانی کرنا) میں سے بعض کام

آگے پیچھے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

[دلیل کے لئے دیکھئے صحیح البخاری: ۱۷۳۴،۱۷۲۱ و صحیح مسلم: ۱۳۰۷]

☆ پھر زمزم کا پانی پئیں اور اگر ممکن ہو تو ظہر کی نماز مکہ (بیت اللہ) میں پڑھیں۔

☆ پھر منٰی کی باقی راتیں منٰی میں گزارنا واجب ہے۔

تنبیہ: اس دن ہر نماز کے بعد ((اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ)) بار بار کہنا نہ بھولیں۔ یاد رہے کہ تکبیر کے بہت سے طریقے آثارِ سلف سے ثابت ہیں۔

دس (۱۰) ذوالحجہ کے دن لوگوں کی غلطیاں

① بعض حاجی حضرات مزدلفہ میں صبح کی نماز وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے اور اللہ کی حدود کو پامال کرنا ہے کیونکہ وقت سے پہلے نماز حرام ہے۔

② بعض حاجی حضرات جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے میں سستی کرتے ہیں اور دور ہی سے کنکریاں پھینک دیتے ہیں جو کہ بعض اوقات حوض میں نہیں گرتیں۔

③ بعض حاجی حضرات کنکریاں مارتے وقت یہ سمجھتے ہیں کہ وہ شیطان کو مار رہے ہیں، یہ جہالت اور غلطی ہے کیونکہ کنکریاں مارنا تو نبی ﷺ کی سنت کی پیروی ہے اور اللہ کے ذکر کو قائم کرنا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

④ بہت سے حاجی حضرات کنکریاں مارنے کے بعد (حجام کے پاس جا کر) داڑھی منڈا بیٹھتے ہیں۔ اس حرام کام کا یہاں حج میں دوہرا گناہ ہے۔

⑤ بعض لوگ اس دن نوافل، صدقات، مسلمانوں کو سلام کہنے، خندہ پیشانی سے پیش آنے اور ایک دوسرے کو خوش کرنے سے اجتناب کرتے ہیں حالانکہ یہ عید کا دن ہے۔ اس دن اللہ نے اپنا دین مکمل کر دیا اور (مسلمانوں پر) اپنی نعمت پوری فرمائی (لہٰذا یہ خوشی اور اچھے کاموں کی کثرت کا دن ہے۔)

⑥ بعض حاجی حضرات قربانی کے جانور میں شرعی شرطوں کا خیال نہیں رکھتے (اور ہر قسم

کے جانور ذبح کرتے رہتے ہیں، اگرچہ ان کا ذبح کرنا شرعی طور پر ممنوع ہی کیوں نہ ہو)
سعودی عرب کی (سرکاری فتویٰ کمیٹی) "اللجنة الدائمة" کے فتاویٰ میں لکھا ہوا ہے:
"عید الاضحیٰ کی قربانی میں جو شرطیں لازمی ہیں، حج کی قربانی میں بھی وہی شرطیں لازمی ہیں۔ صاف طور پر کانے جانور، واضح طور پر مریض جانور، لنگڑے اور انتہائی بوڑھے کمزور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ بکری کی قربانی میں کم از کم عمر چھ مہینے ❶ ، دنبے میں ایک سال، گائے میں دو سال اور اونٹ میں پانچ سال ہے۔ اس عمر سے کم جانور کی قربانی جائز نہیں ہے چاہے عید الاضحیٰ ہو یا حج کی قربانی ہو۔" [رقم: ۲۸۹۷ فی ۱۲/۳/۱۴۰۰ھ]

⑦ بعض ذبح کرنے والے لوگ (اور قصائی حضرات) بے نماز ہوتے ہیں۔ یہ قربانی (اللہ کے ہاں) مقبول نہیں ہے بلکہ اسے "ذبیحہ خبیثہ" قرار دیا گیا ہے۔ ❷

سنت یہ ہے کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ [سورۃ الکوثر: ۲]

⑧ حدودِ حرم سے باہر مثلاً عرفات، جدہ (وغیرہ) میں قربانی ذبح کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ اس کا (بعد میں) گوشت حرم میں ہی کیوں نہ تقسیم کر دیا جائے۔ جس نے یہ کام کیا تو اس پر حدودِ حرم میں دوبارہ قربانی کرنا واجب ہے چاہے حدودِ حرم سے باہر قربانی کرتے وقت وہ جاہل تھا یا عالم تھا۔ پھر وہ اس قربانی کے گوشت کو تقسیم کر دے گا۔

⑨ قربانی کرنے کے محدود دن ہیں یعنی عید اور اس کے بعد تین دن، ان دنوں سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ (قربانی کے دنوں میں ہی قربانی کریں۔ قولِ راجح میں قربانی کے تین دن ہیں۔ عید الاضحیٰ اور اس کے بعد دو دن، دیکھئے موطا امام مالک ۲/۴۸۷ ح ۱۰۷۱ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وسندہ صحیح)

---

❶ صحیح مسلم: (۱۹۶۳) کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ قربانی کا جانور مسنہ (دوندا) ہونا چاہئے۔
❷ شریعت میں ذبح اور قربانی کے لئے چار شرطیں ہیں دیکھئے شیخ صالح الفوزان کی کتاب "الذکاة الشرعية وأحكامها"

(تنبیہ: جس متمتع کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اس پر دس روزے رکھنا لازم ہے۔ ان میں سے تین روزے ایامِ حج یعنی یکم ذوالحجہ سے تیرہ (۱۳) ذوالحجہ تک رکھنے چاہئیں۔ علامہ ابن عثیمین کے نزدیک ایسا شخص حج کے لئے خروج سے پہلے (اپنے گھر میں، یکم ذوالحجہ سے لے کر) روزے رکھ سکتا ہے/ دیکھئے الشرح الممتع ۷/۹۲)

حج کا چوتھا دن: ۱۱ ذوالحجہ

☆☆ اس رات منیٰ میں ٹھہرنا (قیام کرنا) واجب ہے۔

☆☆ منیٰ میں قیام کے دوران میں باجماعت پانچوں نمازوں کا التزام کریں۔ [1]

☆ یاد رکھیں کہ ان دنوں کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ))

ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ [صحیح مسلم: ۱۱۴۱]

ان دنوں میں نمازوں کے بعد کثرتِ تکبیر مسنون ہے۔ آپ ہر حال میں راستے میں چلتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے وقت تکبیریں کہتے رہیں۔

☆ ظہر یعنی زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارنی چاہئیں۔ آپ منیٰ کے کسی بھی مقام سے اکیس (۲۱) کنکریاں چن سکتے ہیں۔

☆☆ پہلے جمرہ صغریٰ کو سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطیٰ کو سات کنکریاں ماریں اور آخر میں جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

ساتوں کنکریاں ایک ایک کرکے ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت ''اللہ اکبر'' کہیں۔

☆ جمرہ صغریٰ اور جمرہ وسطیٰ کو کنکریاں مارنے میں سنت یہ ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر سامنے سے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر لوگوں کے رش سے ہٹتے ہوئے تھوڑا سا آگے بڑھ کر قبلہ رُخ ہو کر لمبی دعا کریں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں جمروں کو کنکریاں مارنے کے بعد اتنی دیر تک دعا مانگتے رہتے تھے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

[دیکھئے فتح الباری ۳/۵۸۴ ح ۱۷۵۳، وابن ابی شیبہ طبعہ جدیدہ ۳/۲۸۳ ح ۱۴۳۴۰ وسندہ قوی]

---

[1] پوری کوشش کریں کہ پہلی صف میں جگہ مل جائے۔ ان دنوں میں علماء کے دروس خوب غور سے سنیں۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑی فرصت ہے، اس موسم میں مختلف ممالک سے علماء آتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔

☆ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے وقت خانہ کعبہ آپ کے بائیں اور منٰی دائیں طرف ہو، پھر کنکریاں مار کر چلے جائیں اور دعا کے لئے نہ ٹھہریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہاں دعا کے لئے نہیں ٹھہرے تھے۔

☆ فائدہ: صحت مند آدمی کے لئے کنکریاں مارنے کے لئے (کسی کو اپنا) وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔ جو شخص کنکریاں مارنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ خود کنکریاں مارے۔

بالفرض اگر وہ خود کنکریاں مارنے سے (کسی وجہ سے) عاجز ہو، دن ہو یا رات وہ کنکریاں نہ مار سکتا ہو تو پھر کنکریاں مارنے میں وکیل بنانا جائز ہے۔

☆☆ پھر منٰی میں رات گزاریں۔

گیارہ (۱۱) ذوالحجہ کے دن لوگوں کی غلطیاں

① زوال سے پہلے کنکریاں مارنا غلط ہے۔ جو شخص زوال سے پہلے کنکریاں مارے تو اس پر ''دم'' یعنی قربانی واجب ہے الا یہ کہ وہ زوال کے بعد دوبارہ کنکریاں مارے تو پھر اس پر کوئی دم (وغیرہ) نہیں ہے۔

② عام غلطی یہ ہے کہ (بہت سے) لوگ الٹا کام کرتے ہیں یعنی پہلے جمرہ عقبہ کو پھر جمرہ وسطیٰ کو اور پھر جمرہ صغریٰ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ جس نے ایسا کام کیا تو اس پر یہ واجب ہے کہ دوبارہ (صحیح طریقے) سے کنکریاں مارے۔

اس حال میں صرف جمرہ صغریٰ کو، اس حاجی کی ماری ہوئی کنکریاں ہی شمار ہوں گی (اور باقی دو والی ضائع ہو جائیں گی)

③ بعض لوگ اس کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ حوض میں نصب ستون کو ٹھیک ٹھیک نشانہ لگے حالانکہ یہ ستون صرف اور صرف کنکریاں مارنے کی علامت کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔

④ ساری کنکریاں ایک ہی دفعہ مارنے سے صرف ایک ہی کنکری کا اعتبار ہو گا۔ (یہ ضروری ہے کہ کنکریاں ایک ایک کر کے ہی ماری جائیں)

۵ دور سے کنکریاں مارنا اور اس کا یقین نہ کرنا کہ وہ حوض میں گری ہیں (غلط کام ہے) جان لیں کہ اگر کنکری حوض میں گر کر باہر جا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۶ بعض لوگ فضول چیزوں میں وقت ضائع کر دیتے ہیں، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾

جب تم اپنے مناسک ادا کرلو تو پھر اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو، یا اس سے بھی زیادہ کرو، لوگوں میں سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں: اے اللہ! ہمیں دنیا میں (بہت کچھ) دے، ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

[سورۃ البقرۃ: ۲۰۰]

حج کا پانچواں دن: ۱۲ ذوالحجہ

☆☆اس دن آپ کے لئے منٰی میں (آنے والی) رات گزارنا واجب ہے۔

☆اس وقت کو نیک کاموں، اللہ کے ذکر اور مخلوقات کے ساتھ احسان (نیکی کرنے) میں گزاریں۔

☆☆ظہر کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں، اسی طرح کریں جس طرح گیارہ (۱۱) ذوالحجہ کو کیا تھا۔ پہلے جمرہ صغریٰ پھر جمرہ وسطیٰ پھر جمرہ کبریٰ کو کنکریاں ماریں۔

☆جمرہ صغریٰ اور جمرہ وسطیٰ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا کے لئے ٹھہریں۔

☆کنکریاں مارنے کے بعد اگر آپ منٰی سے جانا اور سفر کرنا چاہیں تو جائز ہے۔

☆☆اگر آپ کا آج منٰی سے جانے کا ارادہ ہے تو غروبِ آفتاب سے پہلے منٰی سے نکل جائیں [1] اور اگر مکہ سے سفر کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع کر لیں۔

☆حاجی کے لئے یہ افضل ہے کہ وہ ایک اور رات منٰی میں گزارے اور اگلے دن زوال کے بعد کنکریاں مار کر روانہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى﴾

جو شخص دو دنوں میں واپس چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تیسرے دن واپس جائے تو اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں ہے یہ اس کے لئے ہے جو تقویٰ کا راستہ اختیار کرے۔ [البقرۃ: ۲۰۳]

---

[1] اگر کوئی آدمی منٰی سے رخصت ہونے کی کوشش کے علاوہ شام تک منٰی میں رک جائے تو اس پر یہ لازم ہے کہ یہ رات منٰی میں قیام کر کے اگلے دن کی کنکریاں مار کر ہی رخصت ہو دیکھئے موطا امام مالک (۱/۴۰۷) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۵/۱۵۲) والشرح الممتع (۷/۳۶۱) اگر نکلنے کی کوشش کے دوران میں کسی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو پھر اس پر منٰی میں ٹھہرنا واجب نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ تیسرے دن تشریف لے گئے تھے اور اس میں تیسرے روز کی کنکریاں مارنے کا بھی ثواب ہے۔

☆ ایام تشریق میں اگر ممکن ہو تو منیٰ کی مسجد الخیف میں ساری نمازیں پڑھیں کیونکہ اس مسجد میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔ دیکھئے شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب مناسک الحج والعمرۃ (۴۱/۱۲۷)

حج کا چھٹا دن: ۱۳ ذوالحجہ کے اعمال

☆☆ ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں رات گزاریں۔

☆☆ ظہر کے بعد تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں ماریں جس طرح پہلے دو دنوں میں کیا تھا۔

☆☆ جب آپ مکہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر واپس جانا چاہیں تو طوافِ وداع کریں، حائضہ اور بچہ جننے والی عورتوں پر طوافِ وداع لازمی نہیں ہے۔

اس کے ساتھ مناسکِ حج مکمل ہوئے۔ وللہ الحمد والمنة

[بحمد اللہ ترجمہ ختم ہوا، ۱۲ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ بمقام منیٰ، مکۃ المکرمۃ/ زبیر علی زئی]

۱۲، اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن لوگوں کی غلطیاں

① بعض لوگ (حج کے مقامات مثلاً: منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں) اپنے ٹھہرنے کی جگہ کو بے پروائی سے گندا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور صفائی کا (قطعاً) خیال نہیں رکھتے، یہ حرکت اسلامی آداب کے سراسر خلاف ہے۔

② بعض لوگ بغیر عذر کے گیارہ (۱۱) ذوالحجہ کو منیٰ سے واپس چلے جاتے ہیں حالانکہ ایک اور رات گزار کر تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کے دن جمرات کو کنکریاں مار کر واپس جانا افضل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى﴾

پس جو شخص دو دن پورے کر کے (۱۲ ذوالحجہ کو) واپس چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو شخص تاخیر سے (۱۳ ذوالحجہ کو) جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، یہ اس کے لئے ہے جو تقویٰ والا راستہ اختیار کرے۔ [سورۃ البقرۃ:۲۰۳]

یہ آیت اور رسول اللہ ﷺ کا فعل اس کی دلیل ہے کہ ۱۳ ذوالحجہ کو واپس جانا افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((خُذُوْ عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ)) حج کے طریقے مجھ سے لے لو۔

③ بعض حاجی حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد نبوی کا حج یا اس کی تکمیل سے (کوئی) تعلق ہے لہٰذا وہ زیارتِ مسجد نبوی کو لازم سمجھتے ہیں مدینہ منورہ ضرور بالضرور جاتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت، حج ہو یا سارا سال سنت ہے، اس زیارت کا حج کی تکمیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسجدِ نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ لہٰذا سفر کا مقصد یہاں نماز پڑھنے کے لئے ہونا چاہئے۔ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو یاروں: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ یہاں مسنون درود و سلام کہنا چاہئے۔ اس کے بعد نماز پڑھنے کے لئے مسجد قبا جانا مستحب ہے۔ پھر بقیع غرقد (قبرستان) کی زیارت مستحب ہے جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں، یہاں

مسنون سلام کہنا چاہیے اور اہل قبور کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ پھر اُحد جا کر شہداء کی قبروں کی زیارت کریں اور ان کے لئے دعا کریں۔

یاد رکھیں کہ فوت شدگان (چاہے انبیاء ہوں یا شہداء) سے مدد مانگنا اور انھیں مدد کے لئے پکارنا شرکِ اکبر ہے، اس سے سارے (نیک) اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

ثواب کمانے کے طریقے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ [البقرۃ: ۱۶۵]

- رسول اللہ ﷺ کی (احادیث سے ثابت شدہ) تمام سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔
- جو بھی (مکہ یا مدینہ میں) ملے، چاہے آپ اسے جانتے ہیں یا نہیں جانتے، اسے السلام علیکم کہیں اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔
- حاجیوں کو کھلانا پلانا اور ان سے نیکی کرنا ثواب کا کام ہے۔
- اگر کسی حاجی سے آپ کو تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کریں، سختی سے کام نہ لیں۔
- کمزوروں کی مدد اور لاعلم آدمی کو حکمت اور بہترین وعظ سے سمجھانا بڑی نیکی ہے۔
- بہترین علمی اور مفید کتابیں اور کیسٹیں تقسیم کرنا۔
- دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کرنا۔
- ہر ایک سے خیر خواہی اور نصیحت کرتے ہوئے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔
- کھلے دل کے ساتھ لوگوں پر جرح اور غیبت سے اجتناب کرنا۔

خاص طور پر دعوت دینے والے علماء اور (اسلام نافذ کرنے والے) مسلمان حکمرانوں کے لئے بددعا نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کے لئے دنیا و آخرت میں خیر، صحت اور توفیق کی دعا کرنی چاہیے۔

- جب آپ نرمی سے کام لیں گے تو اللہ کی رحمت پالیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ہے: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَىٰ وَإِذَا اقْتَضَىٰ))
اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو خریدتے، بیچتے اور فیصلہ کرتے وقت نرمی سے کام لیتا ہے۔
[البخاری:۲۰۷۶]

ہماری ضرورت: اللہ سے دعا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾
اور تمھارا رب فرماتا ہے کہ مجھے پکارو (مجھ سے دعا مانگو) میں تمھاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ [سورۃ الغافر:۶۰]

اور فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾
اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں تو (آپ ان سے کہہ دیں) پس میں (بہت ہی) قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ [سورۃ البقرۃ:۱۸۶]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾
کیا (اللہ کے سوا) کوئی ایسا بھی ہے جو مجبور کی دعا سنے اور مصیبت دور کر دے؟ [سورۃ النمل:۶۲]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا))
بے شک تمھارا رب حیا والا مہربان ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھا لیتا ہے تو وہ اس سے حیا کرتا ہے کہ انھیں خالی لوٹا دے۔ [1]

---

[1] حسن، رواہ الترمذی (۳۵۵۶) وقال: "حسن غریب" وابوداود (۱۴۸۸) وابن ماجہ (۳۸۶۵) انظر اضواء المصابیح (۲۲۴۴) / مترجم

آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْضَبْ عَلَيْهِ))

بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ اس پر غضب (غصہ) فرماتا ہے۔ ❶

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) دعا ہی عبادت ہے۔ ❷

نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((يَا غُلَامُ! إِنِّيْ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ : اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ))

اے بچے! میں تجھے کچھ باتیں بتاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد کر، تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب سوال کرے تو (صرف ایک) اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ (ہی) سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر سارے لوگ اکٹھے ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے۔ اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے (تیری قسمت میں) لکھ رکھا ہے۔ (تقدیر لکھنے والے) قلم اٹھ چکے ہیں اور (تقدیر والے) صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ ❸

(سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

---

❶ الترمذی (۳۳۷۳) وابن ماجہ (۳۸۲۷) وھو حدیث حسن / مترجم

❷ ابوداود (۱۴۷۹) والترمذی (۲۹۶۹) وقال: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان (موارد: ۲۳۹۶) والحاکم (۱/ ۴۹۰، ۴۹۱) ووافقہ الذہبی وھو حدیث صحیح ❸ احمد (۱/ ۲۹۳) والترمذی (۲۵۱۶) واللفظ لہ، وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح''

''مجھے قبولیت کی کوئی فکر نہیں ہے لیکن مجھے دعا کی فکر ہے کیونکہ اگر دعا بہت عاجزی اور اصرار سے کی جائے تو قبول ہو جاتی ہے''☆

اس لئے ہم آپ کی خدمت میں دعا کے بعض آداب پیش کرتے ہیں تا کہ قبولیت دعا کا یقین و جزم حاصل ہو سکے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((اُدْعُوا اللّٰہَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ))

اللہ کو اس حال میں پکارو کہ تمھیں قبولیت دعا کا یقین ہو اور جان لو کہ غافل بے پروا دل (والے) کی مانگی ہوئی دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔ [1]

آدابِ دعا

① اللہ سے اس کے اسمائے حُسنٰی (بہترین ناموں کے وسیلے) سے دعا مانگی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾

اور اللہ کے بہترین نام ہیں پس تم ان کے ذریعے اسے پکارو۔ [سورۃ الاعراف: ۱۸۰]

② حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود سے ابتدا

③ اللہ کے لئے صدق و اخلاص سے دعا مانگنا

④ دعا مانگنے میں عاجزی کرنا اور گڑگڑانا، جلدی مقبولیت کے لئے اصرار نہ کرنا

⑤ تین دفعہ دعا مانگنا

☆ اس قول کی کوئی سند مجھے معلوم نہیں ہے۔

[1] الترمذی (۳۴۷۹) وسندہ ضعیف من أجل صالح المري ولہ شاہد ضعیف عند احمد (۱۷۷/۲) وذکرہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی الصحیحۃ (۵۹۴)!! [یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔]

⑥ کھانے، پینے اور لباس کا حلال ہونا

⑦ قبلہ رخ ہو کر اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

⑧ اگر ممکن ہو تو دعا سے پہلے وضو کرنا

⑨ خفیہ اور پست آواز سے دعا مانگنا

⑩ تکلف والی مسجع و مقفیٰ (اشعار والی) دعا نہ مانگنا

۱۱: دعا میں حد سے نہ گزرنا اور گناہ و قطع رحم کی دعا نہ مانگنا

۱۲: صرف اللہ ہی سے دعا مانگنا

میرے حاجی بھائی! لوگوں میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ صرف زبان ہی سے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو (تقویٰ کے) ایک (بلند) مقام پر سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے بہت دور ہوتے ہیں ان کے اقوال و افعال ان کے زبانی دعوے کی نفی کرتے ہیں، یہ لوگ غیر اللہ سے دعائیں مانگ کر اللہ کی عبادت میں شرک کرتے ہیں، شرک کی کوئی دلیل مشرکین کے پاس نہیں ہوتی۔ ان کے شرک کی وجہ سے اللہ ان سے ناراض ہو کر دور کر دیتا ہے۔ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو (مصیبتوں میں) پکارتے ہیں اور بعض علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور بدوی، جیلانی اور ابا طیر (اور پاکستان میں گھوڑے شاہ، کاداں والی سرکار، !!) وغیرہ کو پکارتے رہتے ہیں حالانکہ یہ سب مخلوق ہیں۔ (نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں)

یہ دعا کرنے والے صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے ہیں، انھوں نے اللہ رب العالمین کے ساتھ شرک کیا ہے۔ [1]

ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً

---

[1] دیکھئے کتاب "فقہ الدعاء" للشیخ مصطفیٰ العدوی المصری

وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴾
اور اس شخص سے بڑا کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا ان سے دعائیں مانگتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی دعاؤں سے غافل ہیں۔ جب (قیامت کے دن) لوگوں کو زندہ کر کے اکٹھا کیا جائے گا تو یہ (پکارے گئے لوگ) ان (دعا کرنے والوں) کے دشمن بن جائیں گے اور وہ اپنی کی گئی عبادت کا انکار کریں گے۔

[الاحقاف:۵،۶]

صرف ایک اللہ ہی سے دعا مانگو اور شرک سے بچو، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو فرماتا ہے:

﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ مجھ سے دعا مانگو میں دعا قبول کروں گا [سورۃ المؤمن:۶۰]

۱۳: حاضر دل اور سچے رجوع کے ساتھ اللہ سے دعا مانگی جائے۔

۱۴: وہ دعا مانگی جائے جو نبی ﷺ سے ثابت ہو اور اس میں اللہ کا بڑا نام ہو۔

بعض اذکار اور دعائیں

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

عرفات کے دن آخری پہر سب سے بہترین دعا ”لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شيءٍ قدیر“ ہے جو میں نے اور نبیوں نے مانگی ہے۔ ❶

☆ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَرْبَعٌ : سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ)) اللہ کے نزدیک بہترین کلام چار ہیں ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ اور

❶ مالک فی الموطا (۱/۴۲۲ نحو المعنیٰ) واوردہ الالبانی فی الصحیحۃ (۱۵۰۳) یہ حدیث اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے/مترجم

اللہ اکبر" ہے۔ [مسلم:۲۱۳۷]

☆ آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ : سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ))

دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں اور (قیامت کے دن) میزان میں بھاری ہیں۔ رحمٰن کو پیارے ہیں "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" [البخاری:۷۵۶۳ ومسلم:۲۶۹۴]

رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ))

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ عظیم بُردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ آسمانوں، زمین اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔

[البخاری:۶۳۴۵ ومسلم:۲۷۳۰]

☆ آپ ﷺ درج ذیل دعا (بھی) فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ))

اے اللہ! میرے دین کو صحیح رکھ، میرے تمام امور جس سے محفوظ ہیں۔ اے اللہ! میری دنیا ٹھیک کر دے جس میں میری زندگی کا گزر و بسر ہے اور آخرت ٹھیک کر دے جس میں میری دوبارہ زندگی ہے۔ اے اللہ میری زندگی کو میری نیکیاں بڑھانے کا سبب بنا اور موت کو ہر مصیبت سے بچاؤ کا ذریعہ بنا۔ [مسلم:۲۷۲۰]

☆ آپ (ﷺ) فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى))

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پرہیزگاری اور غنٰی (دنیا سے بے پروا) ہو جانے کا سوال کرتا ہوں۔ [مسلم:۲۷۲۱]

☆((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ وَفُجَاْءَةِ نِعْمَتِکَ وَجَمِيْعِ سَخَطِکَ)) اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال، تیری عافیت کے خاتمے، اچانک انتقام اور تیرے ہر قسم کے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ [مسلم:۲۷۳۹]

☆عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں درج ذیل دعا مانگنے کا حکم دیا تھا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ وَأَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَبِکَ مِنْهُ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُکَ مَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ رُشْداً))

اے اللہ! میں تجھ سے تمام بھلائیوں کی دعا مانگتی ہوں جلدی ہوں یا دیر سے ہوں میں جنھیں جانتی ہوں یا نہیں جانتی، میں تجھ سے جنت مانگتی ہوں، مجھے ہر وہ قول یا عمل عطا فرما جو جنت کے قریب کر دے۔ تیرے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے جو سوال کیے ہیں میں ان کا سوال کرتی ہوں اور ہر اس چیز سے تیری پناہ مانگتی ہوں جس سے تیرے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اے اللہ! تو نے میرے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے اس کا انجام بہتر کر دے۔

[ابن ماجہ:۳۸۴۶ و ابن حبان:۲۴۱۳ و احمد:۶/۱۳۴ و اسنادہ حسن]

(تنبیہ: مرد حضرات مذکر کا صیغہ استعمال کریں گے)

آپ کثرت سے استغفار کرتے رہیں، سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا سوال کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھیں۔

نبی ﷺ کی اکثر دعا درج ذیل ہوا کرتی تھی:

((اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

اے اللہ! ہماری دنیا بہتر کر دے اور آخرت بہتر کر دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ متفق علیہ [بخاری: ۴۵۲۲، ۶۳۸۹ و مسلم: ۲۶۹۰]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دعا میں دنیا کی ہر خیر (بھلائی) اکٹھی کر دی گئی ہے اور ہر شر سے چھٹکارا ہے۔ کیونکہ دنیا کی بھلائی ہر دنیاوی مطلوب پر مشتمل ہے مثلاً عافیت، بہترین گھر، نیک بیوی، وسیع رزق، علم نافع، نیک اعمال، بہترین سواری اور قبولیت عامہ وغیرہ جیسا کہ (شارحینِ حدیث اور) مفسرین نے بتایا ہے۔ ان نیکیوں میں باہم کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یہ سب دنیا کی بھلائیوں میں شامل ہیں، رہی آخرت کی بھلائی تو اس کا سب سے اعلیٰ درجہ جنت میں دخول اور قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات ہے۔ اس طرح آسان حساب لیا جانا اور آخرت کے دوسرے بہترین امور ہیں۔'' [دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۱/۲۴۳، ۲۴۴]

☆ دوسری دعاؤں کے لئے دیکھئے شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی کتاب ''التحقیق والإیضاح'' (ص ۴۷۔۵۱)

خاتمہ

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے نیک اعمال قبول فرمائے اور ہم اللہ سے وہی دعا کرتے ہیں جو ہمارے باپ ابراہیم اور ان کے بیٹے اسماعیل (علیہما السلام) نے مانگی تھی:

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾

اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ [سورۃ البقرۃ: ۱۲۷]

اے میرے پیارے بھائی! اس کے ساتھ میں آپ کو رسولِ کریم ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ))

بے شک اللہ تمھارے اجسام اور صورتیں (قدر کی نظر سے) نہیں دیکھتا، لیکن وہ تمھارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔ [مسلم: ۳۴، ۳۳/۲۵۶۴ نحو المعنیٰ]

[تنبیہ از مترجم: کفن والے کپڑوں کو زمزم سے دھونا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے، نیز دیکھئے الشرح الممتع (۷/۳۴۸)]

اپنے پیاروں کو درج ذیل تحفے دینا نہ بھولیں

☆ زمزم کا پانی (اور) مسواک

☆ بعض مفید کتابیں مثلاً:

① کیف اهتديت إلى التوحيد والطريق المستقيم

اور العقيدة الاسلامية / تصنيف شيخ محمد جميل زينو

② " أربعون نصيحة لإصلاح البيوت " للشيخ محمد المنجد

③ صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ للعلامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ (یاد رہے کہ اس کتاب پر میرے بعض ملاحظات ہیں، بعض احادیث کی تصحیح وتضعیف اور فقہی استنباطات میں شیخ البانی رحمہ اللہ کو غلطیاں لگی ہیں / زبیر علی زئی)

④ "أذكار طرفي النهار" للشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید

(خالد بن عبداللہ الناصر)

بعض ضروری اور مفید مسائل

اس باب میں مترجم کی طرف سے بعض ضروری اور مفید مسائل باحوالہ پیشِ خدمت ہیں:

۱: ابراہیم نخعی (تابعی) فرماتے ہیں کہ لوگ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو غسل کرتے تھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ طبعہ جدیدہ ۴۰۷/۳ ح ۱۵۵۹۷ وسندہ حسن]

فتنہ (اور جنگ) کے دنوں میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غسل نہیں کیا تھا اور لبیک کہی تھی۔ [ابن ابی شیبہ ح ۱۵۵۹۸ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ غسل کرنا افضل ہے اور کسی عذر کی وجہ سے بغیر غسل کے احرام باندھ لینا جائز ہے۔

۲: قاسم (بن محمد بن ابی بکر) فرماتے ہیں کہ (حالتِ احرام میں) ہمیان (روپے پیسے کی تھیلی یا پٹی باندھنا، لٹکانا) جائز ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۹۳/۳ ح ۱۵۴۴۸ وسندہ صحیح]

مجاہد (تابعی) بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ [ایضاً: ۱۵۴۵۳ وسندہ صحیح]

۳: طاؤس (تابعی) جب (احرام میں) سوتے تھے تو بالوں تک اپنا چہرہ (کپڑے سے) ڈھانپ لیتے تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۲۷۳/۳ ح ۱۴۲۴۴ وسندہ صحیح]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حالتِ احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپا تھا۔

[مالک فی الموطا ۳۲۷/۱ ح ۷۳۰ وسندہ صحیح، ابن ابی شیبہ: ۱۴۲۴۱ وسندہ صحیح]

مجاہد کہتے ہیں کہ چلنے والی ہوا کی وجہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ سکتا ہے [ایضاً: ۱۴۲۳۶ وسندہ صحیح]

ابراہیم نخعی بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ [ایضاً: ۱۴۲۳۸ وسندہ صحیح]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ٹھوڑی سے لے کر سر تک (چہرہ) نہیں چھپانا چاہئے۔ [مالک ۳۲۷/۱ ح ۷۳۱ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ عذر میں چہرہ چھپانا جائز ہے بہتر یہی ہے کہ چہرہ نہ چھپایا جائے۔ واللہ اعلم

۴: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ احرام باندھنے والا، جو سُرمہ چاہے آنکھوں میں لگا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ [ابن ابی شیبہ ۳۳۵/۳ ح ۱۴۸۵۰ وسندہ صحیح]

۵: عطاء بن ابی رباح اس کے قائل تھے کہ احرام باندھنے والا اپنے سر کو (خارش میں) کھجا سکتا ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۳۴۴ ح ۱۴۹۴۸ وسندہ صحیح]

۶: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک حالتِ احرام میں اگر ناخن (آدھا) کٹ جائے تو (کاٹ کر) پھینکا جا سکتا ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۲۹ ح ۱۲۷۵۲ وسندہ حسن]

سعید بن جبیر بھی اسے (ناخن کو) کاٹنے کے قائل تھے۔ [ایضاً: ۱۲۷۵۵ وسندہ حسن]

۷: ابراہیم نخعی اور مجاہد کے نزدیک اگر حالتِ احرام میں دانت میں درد ہو تو دانت نکال سکتے ہیں، اس کے راوی منصور (بن المعتمر) کہتے ہیں کہ بیماری کی حالت میں دانت نکالنے والے پر کوئی چیز (دم وغیرہ) نہیں ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۳۱ ح ۱۲۷۶۷ وسندہ صحیح]

۸: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حالتِ احرام میں مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۳۰ ح ۱۲۷۶۱ وسندہ صحیح] یعنی مسواک جائز ہے۔

یہی قول عطاء بن ابی رباح کا ہے۔ [ایضاً: ۱۲۷۶۴ وسندہ صحیح]

۹: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ دونوں، حالتِ احرام میں آئینہ دیکھنا جائز سمجھتے تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۳۷ ح ۱۲۸۴۳ وسندہ صحیح، ح ۱۲۸۴۲ وسندہ صحیح]

قاسم بن محمد اسے مکروہ سمجھتے تھے۔ [ایضاً: ۳/۱۳۸ ح ۱۲۸۴۵ وسندہ صحیح]

یعنی مُحرِم کے لئے آئینہ دیکھنا مع الکراہت جائز ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ اس سے بچے۔ واللہ اعلم

۱۰: سعید بن جبیر طواف میں اپنے ساتھیوں سے حدیثیں بیان کرتے (باتیں کرتے) اور فتوے دیتے تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۱/۱۳۵ ح ۱۲۸۱۴ وسندہ صحیح]

یعنی طواف میں دعائیں، ضروری کلام اور سوالات کے جوابات دینا جائز ہے۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد خوب تلاوتِ قرآن کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱: عروہ بن الزبیر حالتِ احرام میں سر پر پانی بہانے اور ہاتھوں سے سر نہ رگڑنے کے قائل تھے، صرف ہاتھ پھیرنے کے قائل تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۴۳ ح ۱۲۹۰۴ وسندہ صحیح]

۱۲: محمد بن سیرین نے کہا کہ (جو شخص حالتِ احرام میں اپنی بیوی کا بوسہ لے تو) اس پر دم

(بکری ذبح کرنا) واجب ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۳۶ ح ۱۲۸۲۷ وسندہ صحیح]

اور یہی قول امام زہری کا ہے۔ [ایضاً: ۱۲۸۲۳ وسندہ صحیح]

عطاء نے کہا کہ اسے استغفار کرنا چاہئے۔ [ایضاً: ۱۲۸۲۶ وسندہ صحیح]

۱۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک حالتِ احرام میں خوشبو سونگھنا مکروہ ہے۔

[ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۷ ح ۱۴۶۰۴، بلفظ: کان یکرہ شم الریحان للمحرم، وسندہ صحیح]

۱۴: مجاہد کے نزدیک مکہ کے باہر سے آنے والوں کے لئے (نفلی) نماز کے بجائے (نفلی) طواف کرنا افضل ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۳۵۳، ۳۵۴ ح ۱۵۰۴۰ وسندہ صحیح]

اور یہی قول عطاء بن ابی رباح کا ہے۔ [مصنف عبدالرزاق ۵/۷۰ ح ۹۰۲۷ وسندہ صحیح]

۱۵: ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ (پورے) قرآن کی قراءت ختم کئے بغیر مکہ سے باہر نہ جائیں۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۳۶۸ ح ۱۵۱۸۲ وسندہ صحیح]

۱۶ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ میں ہوتیں (اور عمرہ کرنا چاہتیں) تو جُحفہ (مکہ سے باہر ایک مقام) جا کر عمرے کے لئے احرام باندھتی تھیں۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۴۶ ح ۱۲۹۳۹ وسندہ صحیح]

سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ سے ذُوالحُلَیفہ (مدینے کے قریب) جا کر عمرے کا احرام باندھا اور مدینہ میں داخل ہوئے بغیر مکہ واپس چلے گئے۔

[ابن ابی شیبہ ۳/۱۴۶ ح ۱۲۹۴۰ وسندہ صحیح] معلوم ہوا کہ تنعیم سے عمرے کرنا بہتر نہیں ہے۔

۱۷: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے واپس چلا جائے تو یہ شخص تمتع کرنے والا نہیں ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۱۵۲ ح ۱۳۰۰۴ وسندہ حسن]

اور یہی قول ابوبکر بن ابی شیبہ کا ہے۔ [ایضاً: ۱۳۰۰۳] یعنی یہ شخص حج اِفراد یا حج قِران کر سکتا ہے اور اگر حجِ تمتع کرنا چاہے گا تو اسے دوبارہ عمرہ کرنا پڑے گا۔

۱۸: عامر الشعبی (تابعی) کے نزدیک رمضان میں عمرہ کرنا حجِ اصغر (الحج الاصغر) ہے۔

[ابن ابی شیبہ ۳/۱۵۵ ح ۱۳۰۲۷ وسندہ صحیح]

۱۹: ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ سال میں صرف ایک عمرہ کرتے تھے۔

[ابن ابی شیبہ ۱۲۷/۳ ح ۱۲۷۲۹ وسندہ حسن]

محمد بن سیرین کے نزدیک ایک سال میں صرف ایک ہی عمرہ کرنا چاہئے۔

[ایضاً: ۱۲۷۲۷ وسندہ صحیح]

اگرچہ یہ اقوال مرجوح ہیں لیکن جو لوگ تنعیم (مسجد عائشہ) سے عمرے کرتے رہتے ہیں، اُن پر اِن اقوال سے رد ہوتا ہے۔

۲۰: طاؤس کے ایک قول کا خلاصہ و مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص احرام باندھتے وقت حج یا عمرہ کا لفظ نہ کہے تو فرق نہیں پڑتا، دل کی نیت کافی ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۴۴/۳ ح ۱۴۸۳۷ وسندہ صحیح]

یہی تحقیق عطاء بن ابی رباح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔ [ایضاً: ۱۴۸۴۱ وسندہ صحیح، ۱۴۸۴۳ وسندہ حسن]

۲۱: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حج: العج (لبیک کی آوازیں بلند کرنا) اور الثج (قربانی کا خون بہانا) کا نام ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۵۴/۳ ح ۱۵۰۴۵ وسندہ صحیح]

۲۲: جو شخص سعی کرتے وقت (غلطی اور بھول سے) سات کے بجائے چودہ پھیرے (چکر) لگا لے تو عطاء بن ابی رباح کے ایک قول میں اس کی سعی ہو گئی ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۸۶/۳ ح ۱۵۳۷۴ وسندہ صحیح] اور یہی راجح ہے۔

۲۳: حسن بصری کے نزدیک جو شخص طواف میں (بھول کر) چھ (۶) چکر لگائے (ساتواں چکر رہ جائے) تو اسے دوسرا طواف کرنا چاہئے۔ [ابن ابی شیبہ ۴۲۶/۳ ح ۱۵۷۸۹ وسندہ صحیح]

۲۴: قاسم بن محمد مُزدَلِفَہ (کی وادی) سے، جمرات کو مارنے کے لئے، کنکریاں لیتے تھے۔

[ابن ابی شیبہ ۱۹۶/۳ ح ۱۴۳۵۵ وسندہ صحیح]

۲۵: قاسم بن محمد کنکریاں دھوتے تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۷۹/۳ ح ۱۵۲۹۸ وسندہ صحیح]

لیکن عطاء بن ابی رباح اور زہری، کنکریاں نہ دھونے کے قائل تھے۔

[ایضاً: ۱۵۳۰۰ وسندہ صحیح، ۱۵۲۹۷ وسندہ صحیح]

اور یہی قول راجح ہے۔ تاہم اگر کنکریوں کے ساتھ گندگی لگی ہوئی ہو تو انھیں دھونا جائز ہے یا انھیں پھینک کر دوسری صاف کنکریاں اُٹھا لیں۔

۲۶: جو شخص عُمرہ کو سات کے بدلے چھ (۶) یا پانچ (۵) کنکریاں مار کر چلا جائے تو حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان (دو عالموں) کے نزدیک اس پر دم (بکری ذبح کرنا) لازم ہے۔

[ابن ابی شیبہ ۱۹۴/۳ ح ۱۳۴۳۷ وسندہ صحیح]

۲۷: جس طرف سے کنکریاں مارنا آسان ہوتا تو قاسم بن محمد اسی طرف سے کنکریاں مارتے تھے۔ [موطا امام مالک ۴۰۷/۱ ح ۹۴۴ وسندہ صحیح] اور اسی کا فتویٰ دیتے تھے۔

[ابن ابی شیبہ ۱۹۴/۳ ح ۱۳۴۱۸ وسندہ صحیح]

۲۸: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ قربانی والے دن کو الحج الاکبر کہتے تھے۔ [ابن ابی شیبہ ۳۶۰/۳ ح ۱۵۱۰۲ وسندہ صحیح]

عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اگر جمعہ کے دن حج آ جائے تو یہ حجِ اکبر ہوتا ہے۔ اس قول کی کوئی دلیل مجھے معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۲۹: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب صفا (پہاڑی) پر چڑھتے تو قبلہ رُخ ہو کر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے اور اونچی آواز سے فرماتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر کافی دیر تک دعا کرتے رہتے تھے۔

[ابن ابی شیبہ ۴۱۵/۳ ح ۱۵۶۷۶ وسندہ صحیح]

قاسم بن محمد نے کہا (صفا اور مروہ پر) کوئی خاص مقرر دعا نہیں ہے جو (نیک) دعا چاہے مانگ سکتے ہیں۔ [ابن ابی شیبہ ۲۹۷/۳ ح ۱۴۴۹۶ وسندہ صحیح]

۳۰: سعید بن جبیر طواف میں حجر اسود کا رُخ کر کے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور تکبیر کہتے، جبکہ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ تکبیر کہہ اور اس کے ساتھ دونوں ہاتھ نہ اُٹھا۔

[ابن ابی شیبہ ۱۶۷/۳ ح ۱۳۱۵۵ وسندہ صحیح]

۳۱: اسود (بن یزید، تابعی) نے کوفہ سے احرام باندھا تھا۔ [ابن ابی شیبہ ۱۲۲/۳ ح ۱۲۶۸۲ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ اسلام آباد ائیر پورٹ (وغیرہ) سے احرام باندھنا صحیح ہے۔

۳۲: ابوقلابہ (تابعی) جب اس شخص سے ملتے جو عمرہ کر کے آیا تھا تو فرماتے: " بر العمل

بر العمل " عمل نیک ہو، عمل نیک ہو۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۴۲۸ ح ۱۵۸۰۷ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ کرنے والے کو مبارکباد کہنا جائز ہے۔

۳۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے دوسرے دن اگر کوئی شخص شام سے پہلے منٰی سے نکل نہ سکے، شام ہو جائے تو اسے منٰی میں ٹھہرنا چاہئے، وہ اگلے دن زوال کے بعد کنکریاں مار کر واپس جائے۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۳۴۲ ح ۱۴۸۰۵ وسندہ صحیح]

۳۴: محمد بن سیرین نے کہا کہ لوگوں کے نزدیک (نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بعد) حج کے سب سے بڑے عالم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر اُن کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ [ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۴ ح ۱۵۶۷۱ وسندہ صحیح]

ابو جعفر (محمد بن علی الباقر) کے نزدیک (زمانۂ تابعین میں) حج کے سب سے بڑے عالم عطاء بن ابی رباح ہیں۔ [ایضاً: ۱۵۶۷۳ وسندہ صحیح]

۳۵: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ایک قول کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص حج کے لئے جائے تو یہ نہ کہے کہ میں حاجی ہوں، بلکہ وہ یہ کہے کہ میں مسافر ہوں۔

[ابن ابی شیبہ ۳/۲۵۶ ح ۱۴۰۷۷ وسندہ صحیح]

۳۶: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے ایک قول کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حرم (مکہ) میں نیکی کرنے کا بہت ثواب ہے اسی طرح یہاں گناہ کرنے کا جرم بھی بہت زیادہ ہے یعنی گناہ کی زیادہ سزا ملے گی۔ [مصنف عبدالرزاق ۵/۲۸ ح ۸۸۷۰ وسندہ صحیح] واللہ اعلم

۳۷: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ زمزم (مدینے) لے جاتی تھیں اور بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ (بھی) اپنے ساتھ زمزم کا پانی لے جاتے تھے۔

[سنن الترمذی: ۹۶۳ وسندہ صحیح، وقال: ھذا حدیث حسن غریب لاخ]

۳۸: نبی کریم ﷺ نے قربانی والے دن (۱۰ ذوالحجہ) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ رُخِّصَ لَكُمْ إِذَا أَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ أَنْ تَحِلُّوْا يَعْنِي مِنْ كُلِّ مَا حُرِمْتُمْ مِنْهُ إِلَّا النِّسَاءَ، فَإِذَا أَمْسَيْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفُوْا هٰذَا الْبَيْتَ صِرْتُمْ

حُرُماً كَهَيْئَتِكُمْ قَبْلَ أَنْ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطُوفُوا بِهِ))
اس دن تمھیں یہ رخصت (اجازت) دی گئی ہے کہ اگر تم جمرہ کو کنکریاں مارلو تو تم پر (احرام وحج کی) تمام پابندیاں ختم ہیں سوائے اپنی بیویوں سے جماع کے (یہ اس حالت میں جائز نہیں ہے)
اگر خانہ کعبہ کا طواف (طواف زیارت) کرنے سے پہلے تم پر شام ہو جائے تو طواف سے پہلے تک تم پر احرام کی پابندیاں دوبارہ لوٹ آئیں گی یعنی تمھیں طواف زیارت تک دوبارہ احرام باندھنا پڑے گا۔ [سنن ابی داود:۱۹۹۹ وسندہ حسن، وصححہ ابن خزیمہ:۲۹۵۸]
یہ ایک اہم مسئلہ ہے اسے خوب یاد رکھیں۔
۳۹: حج کی تینوں قسمیں (اِفراد، قِران اور تمتع) نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان میں سے کوئی قسم بھی منسوخ یا ناجائز نہیں ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ ، لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا))
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ ضرور (عیسیٰ) ابن مریم (علیہما السلام) حج افراد یا حجِ تمتع یا حجِ قِران کی لبیک کہتے ہوئے، روحاء کی گھاٹی میں سے (بیت اللہ کی طرف) آئیں گے۔
[صحیح مسلم:۱۲۵۲/۲۱۶ و دارالسلام:۳۰۳۰ والسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۵]
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجِ افراد قیامت تک باقی اور غیر منسوخ رہے گا لہٰذا اسے منسوخ کہنا غلط اور باطل ہے۔ اس صحیح حدیث پر ابن حزم ظاہری کی عجیب وغریب جرح باطل ہے۔ سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا:
((مَنْ أَفْرَدَ بِالْحَجِّ فَحَسَنٌ وَمَنْ تَمَتَّعَ فَقَدْ أَخَذَ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))
جس نے حجِ افراد کیا تو اچھا ہے اور جس نے حج تمتع کیا تو اس نے قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی سنت (دونوں) پر عمل کیا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۱/۵ وسندہ صحیح]

۴۰: فاطمہ بنت المنذر (تابعیہ، ہشام بن عروہ کی بیوی) فرماتی ہیں:
((كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ، وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ))
ہم (عورتیں) حالتِ احرام میں (مردوں سے) اپنے چہرے چھپا لیتی تھیں اور ہمارے ساتھ ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی اسماء (رضی اللہ عنہا) ہوتی تھیں۔

[موطا امام مالک ۳۲۸/۱ ح ۷۳۴ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ حالتِ احرام میں بھی غیر مردوں سے اپنے چہرے چھپائیں۔

۴۱: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
((مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا أَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا))
جو شخص اپنے حج و عمرہ سے کوئی (لازمی) عمل بھول جائے یا ترک کر دے تو اس شخص پر دم ہے، یعنی اسے بکری ذبح کر کے مساکینِ حرم میں تقسیم کرنی پڑے گی۔

[السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۰/۵ وسندہ صحیح، مالک فی الموطا ۴۱۹/۱ ح ۹۶۸ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ واجباتِ حج میں کمی بیشی یا تقدیم و تاخیر کی وجہ سے دم (بکری ذبح کرنا) لازم ہے۔

وما علينا إلا البلاغ
(۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)

چند اجماعی مسائل

اب امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر رالنیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) کی کتاب ''الاجماع'' سے حج کے اجماعی مسائل کا ترجمہ ومفہوم پیشِ خدمت ہے:

کتاب الحج

۱/۱۳۵: اس پر اجماع ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو نفلی حج پر جانے سے روک سکتا ہے۔

۲/۱۳۶: اس پر اجماع ہے کہ زندگی میں صرف ایک ہی دفعہ حج فرض ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص دوسرے حج کی نذر مان لے تو اس نذر کو پورا کرنا واجب (فرض) ہے۔

۳/۱۳۷: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مواقیتِ حج کی جو احادیث ثابت ہیں، بالاجماع اسی پر عمل ہے۔

۴/۱۳۸: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے پہلے احرام باندھ لے تو وہ مُحرِم (حالتِ احرام) ہے۔

۵/۱۳۹: اس پر اجماع ہے کہ بغیر غسل کے احرام باندھنا جائز ہے۔

۶/۱۴۰: اس پر اجماع ہے کہ احرام کے لئے غسل واجب نہیں ہے۔ اس ''اجماع'' سے صرف حسن بصری اور عطاء (بن ابی رباح) باہر ہیں (یہ اجماع ثابت نہیں ہے بلکہ اختلاف ہے)

۷/۱۴۱: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص حج کی لبیک کہنا چاہے لیکن غلطی سے عمرے کی لبیک کہہ دے یا عمرے کی لبیک کہنا چاہے لیکن غلطی سے حج کی لبیک کہہ دے تو اس کے دل کی نیت کا اعتبار ہے، زبانی نیت کا یہاں کوئی اعتبار نہیں۔

۸/۱۴۲: اس پر اجماع ہے کہ حج کے مہینوں (شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ) میں حج کی نیت کر کے حج کرنے سے حج کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۹/۱۴۳: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں جماع، شکار کرنا، خوشبو لگانا، (مردوں کے لئے) احرام کے علاوہ دوسرا لباس پہننا، بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا ممنوع کام ہیں۔

۱۰/۱۴۴: حالتِ احرام میں سینگی لگانا بالا جماع جائز ہے۔

۱۱/۱۴۵: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حالتِ حج میں عرفات پہنچنے سے پہلے جماع کرے تو اس پر (اونٹ کی) قربانی اور اگلے سال دوبارہ حج کرنا فرض ہے، صرف عطاء اور قتادہ مخالف ہیں (اجماع کا دعویٰ ختم ہے)

۱۲/۱۴۶: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں سر کے بال منڈوانا، کاٹنا اور اکھاڑنا یا کسی طریقے سے تلف کرنا ممنوع ہے۔

۱۳/۱۴۷: اس پر اجماع ہے کہ بیماری (وعذر) کی وجہ سے سر منڈوانا جائز ہے۔

۱۴/۱۴۸: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں سر منڈوانے والے پر فدیہ (دم) واجب ہے۔

۱۵/۱۴۹: اس پر اجماع ہے کہ مُحرِم کے لئے ناخن تراشنا ممنوع ہے۔

۱۶/۱۵۰: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے تو اسے کاٹنا جائز ہے۔

۱۷/۱۵۱: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں مردوں کے لئے قمیص پہننا، عمامہ، پاجامے، موزے اور ٹوپیاں پہننا ممنوع ہے۔

۱۸/۱۵۲: اس پر اجماع ہے کہ عورت حالتِ احرام میں قمیض، شمیز (اندرونی کرتی)، شلوار، دوپٹے اور موزے پہن سکتی ہے۔

۱۹/۱۵۳: اس پر اجماع ہے کہ مُحرِم کے لئے سر ڈھانپنا ممنوع ہے۔

۲۰/۱۵۴: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں زعفران اور زرد خوشبو والا لباس پہننا ممنوع ہے۔

۲۱/۱۵۵: اس پر اجماع ہے کہ بعض لباس کے استثنا کے بعد عورتوں کے لئے حالتِ احرام میں وہ تمام چیزیں ممنوع ہیں جو مردوں کے لئے ممنوع ہیں۔

۲۲/۱۵۶: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مُحرِم جان بوجھ کر شکار کرے تو اس پر بدلہ (دم) ہے سوائے مُجاہد کے وہ کہتے ہیں کہ اگر مسئلہ بھول کر، جان بوجھ کر شکار کرے تو اس غلطی کا

کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر جان بوجھ کر قتل کرے تو کچھ نہیں ہے۔ امام ابن المنذر رنے کہا: یہ قول آیت کے خلاف ہے۔

۲۳/۱۵۷: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں شکار کی وجہ سے بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

۲۴/۱۵۸: اس پر اجماع ہے کہ حرم کا ایک کبوتر مارنے کی وجہ سے بکری ذبح کرنا لازم ہے۔ اس مسئلے میں نعمان (امام ابوحنیفہ) منفرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

۲۵/۱۵۹: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں سمندر کا شکار، مچھلی کھانا، بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔

۲۶/۱۶۰: اس پر اجماع ہے کہ وہ جانور قتل کرنے جائز ہیں جن کے مارنے کا حدیثِ صحیح میں ذکر آیا ہے لیکن (ابراہیم) نخعی اکیلے کہتے ہیں کہ چوہا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۷/۱۶۱: اس پر اجماع ہے کہ تکلیف دینے والے درندے کو قتل کرنا جائز ہے، اس پر کوئی دم نہیں ہے۔

۲۸/۱۶۲: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں بھیڑیئے کو قتل کرنا جائز ہے۔

۲۹/۱۶۳: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں غسلِ جنابت کرنا جائز ہے، صرف امام مالک یہ کہتے ہیں کہ حالتِ احرام میں سر پر پانی بہانا مکروہ ہے۔

۳۰/۱۶۴: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں مسواک کرنا جائز ہے۔

۳۱/۱۶۵: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں تیل، گھی اور چربی کھانا جائز ہے۔

۳۲/۱۶۶: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں، سوائے سر کے سارے بدن پر تیل ملنا جائز ہے۔

۳۳/۱۶۷: اس پر اجماع ہے کہ مُحرِم حمام میں داخل ہو سکتا ہے۔ صرف امام مالک کہتے ہیں کہ اس گندگی میں فدیہ ہے۔

۳۴/۱۶۸: اس پر اجماع ہے کہ حجرِ اسود پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ صرف امام مالک اسے بدعت کہتے ہیں۔

۱۶۹/۳۵: اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر دورانِ طواف میں رمل (دوڑنا) اور صفا و مروہ میں دوڑنا (مسنون) نہیں ہے یعنی وہ آرام سے چلیں گی۔

۱۷۰/۳۶: اس پر اجماع ہے کہ دورانِ طواف میں پانی پینا جائز ہے۔

۱۷۱/۳۷: اس پر اجماع ہے کہ جس کو طواف (کے چکروں) میں شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے یعنی یقین کو اختیار کرے اور شک کو چھوڑ دے۔

۱۷۲/۳۸: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص طواف میں سات چکروں میں سے کچھ چکر پُورے کرے تو نماز کے لئے انھیں روک کر بعد میں دوبارہ پورے کر سکتا ہے۔ جہاں اس نے چکر روکا تھا وہاں سے دوبارہ شروع کرے گا سوائے حسن بصری کے وہ کہتے ہیں کہ دوبارہ طواف کرے۔

۱۷۳/۳۹: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص طواف میں سات چکر پورے کرے اور دو رکعتیں پڑھے تو صحیح ہے۔

۱۷۴/۴۰: اس پر اجماع ہے کہ مریض کو طواف کرانا صحیح ہے۔ صرف عطاء یہ کہتے ہیں کہ مریض کسی اور کو پیسے دے کر طواف کروائے۔

۱۷۵/۴۱: اس پر اجماع ہے کہ چھوٹے بچے کو بھی طواف کروانا چاہئے۔

۱۷۶/۴۲: اس پر اجماع ہے کہ مسجدِ حرام سے باہر طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۷۷/۴۳: اس پر اجماع ہے کہ سقایہ (زمزم) کے باہر سے بھی طواف کرنا جائز ہے۔

۱۷۸/۴۴: اس پر اجماع ہے کہ طواف کے بعد والی دو رکعتیں جہاں چاہیں پڑھنی جائز ہیں صرف امام مالک، یہ کہتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں صرف حجر میں ہی جائز ہیں۔

۱۷۹/۴۵: اس پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی حدیث سے جو ثابت ہے کہ طواف اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز کے بعد رکن کا استلام کرنا صحیح ہے۔

۱۸۰/۴۶: اس پر اجماع ہے کہ سعی کی ابتدا صفا سے کر کے مروہ پر ختم کرنا سنت ہے۔

۱۸۱/۴۷: اس پر اجماع ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بغیر وضو کے جائز ہے،

صرف حسن (بصری) یہ کہتے ہیں کہ حلال ہونے سے پہلے اگر یاد آ جائے تو دوبارہ طواف کرنا چاہئے (وہ وضو کو اس کے لئے لازم سمجھتے ہیں)

۱۸۲/۴۸: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص باہر سے حج کے مہینوں میں مکہ آ کر عمرہ کر لے پھر حج تک وہیں رہے تو اس کا حج حج تمتع ہے، اگر اس کے پاس رقم ہے تو حج کی قربانی کرے گا ورنہ پھر (دس) روزے رکھے گا۔

۱۸۳/۴۹: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرے کی نیت سے مکہ میں داخل ہو تو (حلال ہونے سے پہلے) اسے حج میں تبدیل کر سکتا ہے (نیت بدلی جا سکتی ہے)۔

۱۸۴/۵۰: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص منیٰ میں رات گزارے اور عرفات والے دن عرفات پہنچ جائے تو اس پر کچھ بھی (لازم) نہیں ہے۔

۱۸۵/۵۱: اس پر اجماع ہے کہ حاجی حضرات منیٰ میں جہاں چاہیں ٹھہر سکتے ہیں۔

۱۸۶/۵۲: اس پر اجماع ہے کہ عرفات والے دن امام عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھے گا اور اسی طرح منفرد بھی یہ نمازیں جمع کرے گا۔

۱۸۷/۵۳: اس پر اجماع ہے کہ عرفات میں ٹھہرنا فرض ہے، جو شخص عرفات میں نہ پہنچ سکے تو اس کا حج نہیں ہوتا۔

۱۸۸/۵۴: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص عرفات کے دن اور آنے والی رات میں جس وقت بھی عرفات پہنچ جائے تو اس کا حج ہو گیا، صرف امام مالک یہ کہتے ہیں کہ وہ اگلے سال دوبارہ حج کرے گا۔

۱۸۹/۵۵: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص عرفات پہنچ گیا اور اس کا وضو نہیں ہے تو اس کا حج صحیح ہے، اس پر کوئی چیز (کفارہ) نہیں ہے۔

۱۹۰/۵۶: اس پر اجماع ہے کہ حاجی مغرب اور عشاء کی نماز (مزدلفہ میں) جمع کر کے پڑھیں گے۔

۱۹۱/۵۷: اس پر اجماع ہے کہ جمع بین الصلوتین کے دوران میں نفل و سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی۔

۵۸/۱۹۲: اس پر اجماع ہے کہ مزدلفہ و منیٰ جہاں سے بھی کنکریاں لی جائیں جائز ہے۔
(وأجمعوا من حيث أخر الجمار من جمع أجزأه)

۵۹/۱۹۳: اس پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی والے دن، جمرۂ عقبہ کو طلوعِ شمس کے بعد کنکریاں ماری تھیں۔

۶۰/۱۹۴: اس پر اجماع ہے کہ قربانی والے دن صرف جمرۂ عقبہ کو ہی کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

۶۱/۱۹۵: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قربانی والے دن، جمرۂ عقبہ کو سورج کے طلوع ہونے کے بعد یا پہلے کنکریاں مارے تو جائز ہے یعنی یہ فعل ادا ہو گیا۔

۶۲/۱۹۶: اس پر اجماع ہے کہ کنکریاں جس طرح بھی پھینکی جائیں اگر وہ حوض تک پہنچ جائیں تو صحیح ہے۔

۶۳/۱۹۷: اس پر اجماع ہے کہ جس نے ایامِ تشریق میں سورج کے زوال کے بعد جمرات کو کنکریاں ماریں تو یہ فعل صحیح ہے۔

۶۴/۱۹۸: اس پر اجماع ہے کہ گنجا شخص اپنے سر پر منڈوانے کے لئے استرا پھروائے گا۔

۶۵/۱۹۹: اس پر اجماع ہے کہ عورتیں سر نہیں منڈوائیں گی۔

۶۶/۲۰۰: اس پر اجماع ہے کہ واجب (فرض) طواف صرف طوافِ افاضہ یعنی طوافِ زیارت ہے۔

۶۷/۲۰۱: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص طوافِ زیارت کو مؤخر کر کے ایامِ تشریق میں طواف کرے تو اس نے فرض ادا کر دیا اور تاخیر کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

۶۸/۲۰۲: اس پر اجماع ہے کہ جو بچہ کنکریاں خود نہیں مار سکتا تو دوسرا شخص اس کی طرف سے یہ کنکریاں مارے گا۔

۶۹/۲۰۳: اس پر اجماع ہے کہ سر منڈوانے کے بدلے کٹوانا بھی جائز ہے، صرف حسن بصری کہتے ہیں کہ سر منڈوانا ہی لازم ہے۔

۷۰/۲۰۴: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حج کے دنوں کے علاوہ منیٰ جائے تو نماز قصر نہیں

کرے گا۔

۷۱/۲۰۵: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص منیٰ سے (دوسرے دن کی کنکریاں مارنے کے بعد) اپنے وطن کی طرف واپس جائے، جس کا وطن حرم سے باہر ہے تو وہ دوسرے دن، سورج کے زوال کے بعد کنکریاں مار کر چلا جائے، صرف حسن (بصری) اور (ابراہیم) نخعی مخالف ہیں۔

۷۲/۲۰۶: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص طواف اور سعی سے پہلے جماع کرلے تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے۔

۷۳/۲۰۷: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حرم سے باہر عمرے کی نیت کرے تو اس پر احرام باندھنا لازم ہے۔

۷۴/۲۰۸: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص مکہ پہنچنے سے مایوس ہو جائے تو وہ احرام کھول سکتا ہے۔ اور اگر اس نے احرام نہیں کھولا اور مصیبت سے رہائی مل گئی تو وہ اسی حالت میں مکہ جا کر عمرہ یا حج کرے گا۔

۷۵/۲۰۹: اس پر اجماع ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے، اگر وہ بذاتِ خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو خود ہی حج کرے گا، دوسرا کوئی شخص اس کی طرف سے یہ حج نہیں کر سکتا۔

۷۶/۲۱۰: اس پر اجماع ہے کہ مرد عورت کی طرف سے اور عورت مرد کی طرف سے حج کر سکتے ہیں، صرف حسن بن صالح ہی اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

۷۷/۲۱۱: اس پر اجماع ہے کہ بچے پر حج فرض نہیں ہے۔

۷۸/۲۱۲: اس پر اجماع ہے کہ اگر پاگل یا بچہ حج کرلیں اور اس کے بعد پاگل صحت مند اور بچہ جوان ہو جائے تو انھیں دوبارہ فرض حج کرنا پڑے گا۔

۷۹/۲۱۳: اس پر اجماع ہے کہ بچوں کے کفارے اُن کے اموال سے ادا کئے جائیں گے۔

۸۰/۲۱۴: اس پر اجماع ہے کہ حرم میں شکار حرام ہے چاہے شکار کرنے والا حالتِ احرام میں ہو یا نہ ہو۔

۸۱/۱۵: اس پر اجماع ہے کہ حرم کے درخت کاٹنے حرام ہیں۔

۸۲/۲۱: اس پر اجماع ہے کہ لوگ اپنے ہاتھوں سے جو چیزیں بوتے ہیں مثلاً: سبزیاں، غلے، فصل اور خوشبودار گھاس، ان کا حرم میں کاٹنا جائز ہے۔

وانتھی (کتاب الإجماع ص۴۸ تا ۵۷)

فہارس

آیاتِ قرآنیہ

فہرس: احادیث وآثار

فہرس: اہم الفاظ

الطبعة الأولى
حاجی کے شب و روز
زبیر علی زئی
(٤ جمادی الأولى ١٤٢٧ھ)

الله
حاجی کے
شب و روز
www.ircpk.com